



الاجماع

دومای مجلہ



* امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت (م. ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب)

* امام ابو حنیفہ (م. ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۴] * ائمہ کے نزدیک، امام ابو حنیفہ (م. ۱۵۰ھ)

حدیث میں ثقہ، امام اور معرفت حدیث و التقان الرواۃ کے بھی ماہر ہیں۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن



النعمان سوشل میڈیا سروسز

کی فخریہ پیشکش

دفاع احاف لائبریری

سیکڑوں کتب کا بیش بہا ذخیرہ

ماخوذ: مجلہ الاجماع

www.AlnomanMedia.com

AlnomanMediaServices@gmail.com

[Facebook.com/AlnomanMediaServices](https://www.facebook.com/AlnomanMediaServices)

"دفاع احاف لائبریری" موبائل ایپلیکیشن پلے سٹور سے ڈاؤنلوڈ کریں

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب)

- مولانا ذییر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث ”من کان له امام۔۔“ کے تحت ثقہ، مثبت، حافظ الحدیث، شاہنشاہ الحدیث، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:
اعتراض نمبر ۱: (حدیث ”من کان له امام۔۔“ پر ائمہ کا اعتراض)

مشہور امام، حافظ الزماں، امیر المؤمنین فی الحدیث، ثقہ، مثبت، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ اس روایت (یعنی ”من کان له امام۔۔“) کو امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہؒ کے علاوہ کسی نے مسند بیان نہیں کیا اور وہ دونوں ضعیف ہے۔ (سنن الدارقطنی)، تقریباً یہی کلام اثری صاحب نے ابن عبدالبرؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن الجوزیؒ، ابوحاتمؒ، ابوزرعہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو مسند بیان کرنے میں امام صاحب منفرد ہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۲۵)
الجواب:

خود ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ حدیث میں ایسی غلطیوں سے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، شعبہؒ، یحییٰ بن سعیدؒ، ایسے حفاظ و اثبات بھی محفوظ نہ رہ سکے تو وہ آخر انسان ہی ہیں اور خطا و نسیان انسان کے نمیر میں ہے۔ امام ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہم سے کون محفوظ رہا ہے، امام ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ جو غلطی کر جائے مجھے اس پر تعجب نہیں۔ تعجب اس پر ہے جو صحیح صحیح بیان کرتا ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ خطا و تصحیف سے کون بچ سکتا ہے۔ (توضیح الکلام: ص ۹۲۷)
یعنی کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں محدثین خطاء سے نہیں بچ سکے۔

اس اعتراض کی حقیقت:

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کو مسند اور متصل بیان کرنے میں ثقہ، مثبت، حافظ الحدیث، امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کے متابع میں ۳، ۳ حضرات موجود ہیں۔

متابع نمبر ”۱“ اور ”۲“:

چنانچہ ثقہ، مثبت، حافظ، امام احمد بن منیعؒ (م ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أبنا إسحاق الأزرق، ثنا سفیان و شریک، عن موسى ابن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر قال: قال

رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - : "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة" (مسند احمد بن منيع بحوالہ اتحاد الخيرة المهرية للبصري: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸)

نیز امام ابن الہمام (م ۸۶۱ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغا (م ۷۹۷ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھی (م ۷۷۷ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبد اللہ آل لوی (م ۷۷۷ھ)، محدث محمد بن علی النیموی (م ۷۷۷ھ)، محدث الہند، امام نور شاہ کشمیری (م ۷۷۷ھ)، وغیرہ نے بھی اس کو اپنی اپنی کتابوں میں صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتورۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲)

اور حافظ بصری (م ۷۷۷ھ) نے اس روایت کو اپنی کتاب میں ۲،۲ جگہ نقل کر کے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے اتحاد الخيرة المهرية للبصري: ج ۲: ص ۸۰، ج ۲: ص ۱۶۸۔

غور فرمائیں! اس روایت میں ۲،۲ راوی سفیان ثوری اور شریک بن عبد اللہ، امام صاحب کی طرح اس روایت کو مسند بیان کرتے ہوئے، حضرت جابر بن عبد اللہ کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ دونوں ثقہ ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

یہی وجہ ہے کہ کئی ائمہ و علماء مثلاً امام، حافظ شہاب الدین بصری (م ۷۷۷ھ)، امام ابن الہمام (م ۷۷۷ھ)، حافظ قاسم بن قطلوبغا (م ۷۷۷ھ)، شیخ، فاضل، محمد ہاشم سندھی (م ۷۷۷ھ)، مشہور مفسر، محدث، محمود بن عبد اللہ آل لوی (م ۷۷۷ھ)، محدث محمد بن علی النیموی (م ۷۷۷ھ)، محدث الہند، امام نور شاہ کشمیری (م ۷۷۷ھ)، وغیرہ حضرات نے کہا کہ اس روایت کو مسند بیان کرنے میں امام ابو حنیفہ منفرد نہیں، بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوری اور شریک بن عبد اللہ النخعی وغیرہ موجود ہیں۔ (اتحاد الخيرة المهرية: ج ۲: ص ۱۶۹، طبع دار الوطن، فتح القدیر: ج ۱: ص ۳۳۸، تخریج احادیث الاختیار: ج ۱: ص ۱۶۸، طبع الفاروق، تنقیح الکلام: ص ۱۳۲، رسالۃ الدکتورۃ، تفسیر آلوسی: ج ۵: ص ۱۴۱، آثار السنن مع تعلیق الحسن: ص ۹۴، العرف الشذی: ج ۱: ص ۳۱۲)

لہذا ان ائمہ کا یہ کہنا کہ امام صاحب اس روایت کو مسند بیان کرنے میں تنہا ہیں، غیر صحیح ہے۔

نوٹ:

اس روایت پر اثری صاحب کے تمام اعتراضات کے جوابات دئے جا چکے ہیں، دیکھئے (مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۱)

متابع نمبر ۳:

امام ابو بکر بیہقی (م ۷۷۷ھ) کہتے ہیں کہ

أخبرنا أبو عبد الله الحافظ حدثنا أبو بكر محمد بن حامد الفقيه ببخارى نا أبو الفضل محمد بن أحمد السلمي نا العباس بن عزيز بن سيار القطان المروزي نا عتيق بن محمد النيسابوري نا حفص بن عبد الرحمن عن أبي شيبه عن الحكم بن عتيبة عن عبد الله بن شداد عن جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة۔ (كتاب القراءات للبيهقي: ص ۱۵۴)

اس روایت کے تمام روایات ثقہ یا صدوق ہیں، البتہ ابوشیبہ، عبد الرحمن بن اسحاق الواسطیؒ گرچہ ضعیف ہیں لیکن متابعات میں قابل ذکر ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۶)

اس سند سے بھی امام صاحب کی روایت کا مسند اور جابرؒ سے ثابت ہونا، معلوم ہوتا ہے۔

متابع نمبر ۴:

امام ابوبکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: كل من كان له إمام، فقرأته له قراءة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۸۲۳، واللفظ له، مسند احمد بن حنبل: ج ۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للزمزى: ج ۲: ص ۲۹۱)

اس کے روایات ثقہ اور سند صحیح ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین ابن قدامہؒ (م ۸۲۲ھ) اور حافظ، امام ابن الترمذیؒ (م ۵۰۵ھ)، امام عینیؒ (م ۵۵۵ھ) وغیرہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح اور متصل ہے۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴)

نوٹ:

اس روایت پر کئے گئے اعتراض کے جواب کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۴۔

متابع نمبر ۵:

ثقة، ثبت، امام اور حافظ الحديث ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاويؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، وليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقرأه الإمام له قراءة۔ (شرح معاني الآثار: ج ۱: ص ۲۱۷)

اس سند کے تمام روایات ثقہ ہیں، البتہ لیث بن ابی سلیمؒ (م ۴۸۸ھ) متابعات میں صدوق ہیں اور جابر الجعفیؒ (م ۲۷۷ھ)

ضعیف ہے۔ محدث عینی (م ۵۵ھ) نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (مخبر الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۶)،
متابع نمبر ۶:

امام ابو نعیم اصبہانی (م ۳۳۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن علي بن حبيش، ثنا علي بن جعفر بن محمد بن حبيب التمار، ثنا علي بن إشكاب، ثنا إسحاق الأزرق، عن أبي حنيفة، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من كان له إمام، فقراءة الإمام له قراءة» - (مسند أبي حنيفة لابن عليم: ص ۳۲)

اس روایت کے تمام روایات صدوق یا ثقہ ہیں، جس کی تفصیل مجلہ الاجماع: ش ۱۷: ص ۶-۷۔

خلاصہ کلام یہ کہ امام ابو حنیفہ (م ۵۰ھ) اس روایت کو مسند و متصل بیان کرنے میں منفر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کے متابع میں سفیان ثوری، شریک بن عبد اللہ، حسن بن صالح وغیرہ روایت کی ایک جماعت موجود ہے، جیسا کہ ائمہ و علماء کے حوالے گزر چکے۔
لہذا اس روایت کو مسند بیان کرنے کے سلسلے میں ان پر اعتراض کرنا باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۲: (حدیث: ”من كان له امام...“ کی بعض طریق میں ابو الولید کا اضافہ امام صاحب کی وجہ سے آیا؟؟)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب اسی ”ابو الولید“ کا دفاع وہ یہاں فرما رہے ہیں کہ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں۔
بلکہ عبد اللہ بن شداد کی کنیت ہے۔ حالانکہ قاضی ابو یوسف نے کتاب الآثار (ص ۲۳) میں یہی روایت امام ابو حنیفہ سے عن موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبد اللہ بن شداد عن ابی الولید عن جابر کی سند سے ذکر کی ہے اور اس میں بھی ”ابو الولید“ کا واسطہ مذکور ہے۔ قاضی ابو یوسف کے واسطہ سے یہی روایت امام ابن عدی نے الکامل (ص ۷۷ ج ۷) امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸)، امام بیہقی نے کتاب القراءة (ص ۱۰۲) اور امام دارقطنی نے السنن (ص ۳۲۵ ج ۱)، امام ابو نعیم اصفہانی نے مسند الامام ابی حنیفہ (ص ۲۲۸) اور ابن عبد البر نے التمهید (ص ۴۸ ج ۱) میں اسی واسطہ کے ساتھ ذکر کی ہے۔ بلکہ امام ابو نعیم نے زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں بھی ابو الولید کا واسطہ ذکر کیا ہے اور اس بارے میں مزید جو اختلاف ہے اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اور اسی ابو الولید کو امام خزیمہ وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ مگر مولانا صفدر صاحب فرماتے ہیں کہ ”ابو الولید“ عبد اللہ بن شداد کی ہی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث (ص ۱۷۸) میں کہا ہے۔ یہ کوئی علیحدہ راوی نہیں ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ دار قطنی، بیہقی وغیرہ ہی اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے۔ ان سے پہلے امام ابن خزیمہ بھی اسے ”ابو الولید“ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ (کتاب القراءة: ص ۱۰۳) بلکہ ان سے قبل خود قاضی ابو یوسف نے بھی کتاب الآثار

(ص ۲۳) میں اس واسطہ کو ذکر کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ واسطہ ذکر کرنے میں کس نے غلطی کی ہے؟ امام ابوحنیفہؒ نے یا قاضی ابو یوسفؒ نے۔

آگے کہتے ہیں کہ ہم دلائل سے ثابت کر آئے ہیں کہ ”جابرؒ“ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابوحنیفہؒ کو وہم، ہوا ہے اور وہ کبھی اسے مرسل بھی بیان کرتے ہیں یعنی وہ کبھی تو ”ابوالولید“ کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی اس واسطہ کو حذف کر دیتے ہیں۔ کبھی موسیٰ بن ابی عائشہ عن ابی الولید عن جابر کہتے ہیں۔ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں۔ جیسا کہ امام ابو نعیمؒ نے مسند امام ابوحنیفہؒ میں ذکر کیا ہے۔ (توضیح الکلام: ص ۹۵۳-۹۵۴)

الجواب:

اولاً ”ابوالولید“ کی کوئی الگ راوی نہیں ہے، بلکہ یہ عبداللہ بن شدادؒ کی کنیت ہے۔ جیسا کہ امام ابو عبداللہ الحاکمؒ (م ۵۰۵ھ) نے تصریح کی ہے۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۷۸)، لہذا ان کو مجہول کہنا غلط ہے۔

دوم ”ابوالولید“ کا اضافہ، یہ امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ زیادتی امام ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی طرف سے ہوتی، تو ان کے دیگر شاگرد اس کو ان کے حوالہ سے بیان کرتے، لیکن سوائے امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کے، کسی سے یہ زیادتی ثابت نہیں ہے۔

سوم امام یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) نے بعض روایات میں یہ زیادتی یعنی ”ابوالولید“ کا ذکر نہیں کیا، چنانچہ مسند ابی حنیفہؒ للحارثی کے حوالہ سے روایت گزر چکی، جس میں ابو یوسفؒ نے ”ابوالولید“ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسند ابی حنیفہؒ للحارثی بحوالہ جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۳۴، [۱])

اسی طرح حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے علاوہ، ثقہ، حافظ ابن خسر والبلخیؒ (م ۵۲۲ھ) نے بھی ابو یوسفؒ سے روایت نقل کی، جس میں ”ابوالولید“ کا اضافہ نہیں ہے۔ (مسند ابوحنیفہؒ لابن خسر: ج ۲: ص ۷۵۴-۷۵۶) [۲] اور ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد

(۱) ہمارے مہربان اثری صاحب نے اس روایت کو ذکر کر کے، حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) پر جرح نقل کی ہے۔ (توضیح: ص ۹۵۴، حاشیہ) حالانکہ اس کے جوابات دئے چاکے ہیں۔ (مجلہ الامام: ش ۱۹: ص ۲۲، نیز دیکھئے مجلہ الامام: ش ۲: ص ۸۹)، نیز حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے متابع میں اور بھی ائمہ نے ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) سے وہ روایات ذکر کی ہے، جس میں ”ابوالولید“ کا ذکر نہیں ہے، (جس کی تفصیل اوپر موجود ہے)، تو ان روایات کا اثری صاحب کیا جواب دیگے؟؟؟

(۲) حافظ ابن خسر والبلخیؒ (م ۵۲۲ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الامام: ش ۵: ص ۱۰۵۔

الشاہد (م ۸۰ھ)، ثقہ، حجت، امام قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی الانصاری (م ۵۳۵ھ) وغیرہ نے بھی اپنے اپنے مسند ابی حنیفہ میں ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ”ابوالولید“ کا اضافہ نہیں ہے۔ (جامع المسانید للبخاری ج: ۱ ص: ۳۳۵-۳۳۶) [۱]
 نیز امام ابو نعیم اصبہانی (م ۳۰۴ھ) نے بھی ابویوسفؒ سے یہی روایت نقل کی، جس میں ”ابوالولید“ کا اضافہ موجود نہیں ہے۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۲۶-۲۲۹)۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح ابویوسف سے ابوالولید کا اضافہ مروی ہے، اسی طرح اس اضافہ کے بغیر بھی ان سے روایت ثابت ہے۔ اور دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ شاید پہلے وہ ابوالولید کا اضافہ نقل کرتے تھے اور بعد میں وہ اس اضافہ سے رجوع کر کے، اس کے بغیر نقل کرنے لگے۔ اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ امام ابویوسفؒ (م ۱۸۲ھ) کے متاخر تلامذہ مثلاً محمد بن سعید بن سابق (م ۲۱۶ھ)، عمرو بن عون الواسطی (م ۲۲۳ھ)، عبد اللہ بن واقد الواقدی (م ۲۴۲ھ) نے اس روایت کو ان سے ”ابوالولید“ کے اضافے کے بغیر ذکر کیا ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی ج: ۱ ص: ۴۱۶، مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۲۹، جامع المسانید للبخاری ج: ۱ ص: ۳۳۶، تاریخ بغداد ج: ۱۰ ص: ۳۳۸)، [۲] واللہ اعلم

چہاں تک زفر عن ابی حنیفہ کی سند میں ابوالولید کے اضافہ کے موجود ہونے کی بات ہے، تو اثری صاحب سے گزارش ہے کہ اسکی سند کو ثابت کریں، اسی طرح موصوف نے جو کہا کہ امام صاحبؒ کبھی ابوالولید کی جگہ ابوعلی کہتے ہیں (توضیح: ص ۹۵۴)، وہ روایت بھی اثری صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ اسکو بھی ثابت کریں، ورنہ کم از کم اس طرح کی روایات امام صاحب کی طرف منسوب نہ کریں [۳]

(۱) حافظ طلحہ بن محمد الشاہد (م ۸۰ھ) کی توثیق مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۰-۵۱ پر موجود ہے۔

(۲) امام ابوالمؤید البخاری (م ۲۵۵ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۳۰۔

(۳) نیز امام زفر (م ۵۸۸ھ) سے مروی کتاب الآثار لابن حنیفہ کے نسخے میں یہ روایت بغیر ابوالولید کے اضافہ کے موجود تھی۔ چنانچہ حافظ ابو محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا زكريا بن يحيى بن كثير الأصبهاني، حدثنا أحمد بن رسته، حدثنا محمد بن المغيرة، حدثنا الحكم، حدثنا زفر عن أبي حنيفة، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد، عن جابر بن عبد الله أن رجلاً قرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الظهر أو العصر فأومأ إليه رجل ينهأه، قال: فلما فرغ النبي صلى الله عليه وسلم تنازع عافي ذلك حتى سمع النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: من كان له إمام فقرأه الإمام له قراءة. (مسند ابی حنیفہ للحارثی ج: ۱ ص: ۴۱۳)

پنجم امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے مروی جس روایت میں ابو علی کا ذکر آیا ہے، اس میں ابن شدادؒ کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ

- حافظ حارثی (م ۳۰۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ج ۱۹: ص ۲۲،
- ابویکبی، زکریا بن یحییٰ بن کثیر بن زرا الصہبائی صدوق ہیں۔ ان سے حافظ حارثی (م ۳۰۰ھ)، حافظ ابن المقرئ (م ۳۸۱ھ)، عبد اللہ بن محمد بن محمد بن الحسن بن الحسن الکوفی (م ۳۵۵ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳، ج ۲: ص ۷۰۹، مجمع ابن المقرئ: ص ۲۶۴، تاریخ الاصبہان لابن نعیم: ج ۱: ص ۷۹، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ج ۱۶: ص ۳۲)،
- احمد بن رستہ بن عمر الاصبہانی (م ۲۹۳ھ) بھی صدوق ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۱۴-۱۱۵)،
- ابو عبد اللہ محمد بن المغیرہ بن سلم الاصبہانی (م ۳۱۲ھ) بھی صدوق ہیں۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۵، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۹۳۰، تاریخ الاصبہان: ج ۲: ص ۱۵۵)،
- الحکم بن ایوب الاصبہانی بھی صدوق ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۴: ص ۱۰۹۷، تاریخ الاصبہان: ج ۱: ص ۳۵۰)،
- امام زفر بن ہزیریل (م ۵۸۸ھ) مشہور ثقہ، فقیہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۴: ص ۳۱۳) اور باقی روایت کی توثیق گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

لہذا یہ سند حسن ہے۔ اور احمد بن رستہ بن عمر الاصبہانی (م ۲۹۳ھ) کے بارے میں امام، حافظ ابو شیخ (م ۳۶۹ھ) کہتے ہیں کہ ”کان عنده السنن عن محمد، عن الحكم بن أيوب، عن زفر، عن أبي حنيفة“ احمد بن رستہ، جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ”کتاب السنن“ [کتاب الآثار] تھی جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوب سے، وہ امام زفر سے، اور وہ امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے تھے۔ (طبقات المحدثین لابن شیخ: ج ۴: ص ۱۵۷)،

معلوم ہوا کہ احمد بن رستہ (م ۲۹۳ھ) کے پاس کتاب الآثار موجود تھی۔ لہذا کتاب ہونے کی وجہ سے، ان کی یہ روایت کو دیگر حضرات [عمرو بن شہاب وغیرہ جن کے پاس کتاب نہیں تھی، ان] کی روایات پر ترجیح ہوگی۔ پھر ثقہ، حافظ ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۰ھ) بھی فرماتے ہیں کہ

اختلف أصحاب أبي حنيفة عليه في هذا الإسناد، فقال بعضهم: عن عبد الله بن شداد، عن أبي الوليد، عن جابر، وممن رواه كروا بنه أبو يوسف، وممن تفرد زفر من روايته عن ابن حكيم، وإسحاق الأزرق، ويونس بن بكير، وجابر، ومصعب، وخلف بن ياسين۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۲۶)

معلوم ہوا کہ شداد بن حکیم البلیخی (م ۲۱۰ھ) کے طریق میں بھی امام زفر (م ۵۸۸ھ)، امام صاحب (م ۱۵۰ھ) سے ”ابو الولید“ کا اضافہ ذکر نہیں کرتے۔ والحمد للہ (نیز دیکھئے مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۴۱۳)،

ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علان، ثنا عبد الله بن أبي داود، قال: أنا إسحاق بن إبراهيم، أنا سعيد بن الصلت، قال: أنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي الوليد، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه انصرف من صلاة الظهر أو العصر، فقال: من يقرأ منكم بسم ربك الأعلى؟ فسكت القوم حتى قال ذلك مراراً، فقال رجل من القوم: أنا يا رسول الله قرأتها، فقال: لقد رأيتك نازعتني أو خالجتني في القرآن۔

ورواه سعيد بن مسلمة عن أبي حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه، حدثناه محمد بن إبراهيم، ثنا مكحول بن محمد بن عبد الله، قال: ثنا محمد بن غالب، قال: ثنا سعيد بن مسلم، قال: ثنا أبو حنيفة، عن أبي الحسن، عن أبي علي، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم۔ (مسند أبي حنيفة لابن نعیم: ص ۲۲۹)

غور فرمائیں! ان دونوں روایتوں میں عبد اللہ بن شدادؓ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ ابوالحسن موسیٰ بن ابی عائشہؓ کے بعد، ابوعلی کا ذکر ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ ابوعلی دراصل عبد اللہ بن شدادؓ (م ۱۸۱ھ) ہی ہوں، کیونکہ ایک راوی کی ایک سے زیادہ کنیتیں ہو سکتی ہیں، جس کی کئی مثالیں کتب جرح و تعدیل میں دیکھی جاسکتی ہے۔

نیز چونکہ ابن شدادؓ (م ۱۸۱ھ) جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے تھے، بلکہ بعض ائمہ نے ان کو شیعہ تک کہہ ڈالا۔ (تہذیب التہذیب: ج ۵: ص ۲۵۱، اکمال تہذیب الکمال للمغلطائی)، اس وجہ سے بھی ان کی کنیت ”ابوعلی“ ہو سکتی ہے۔

لہذا قوی احتمال ہے کہ یہاں اس روایت میں ابوعلی سے مراد عبد اللہ بن شدادؓ (م ۱۸۱ھ) ہیں اور اثری صاحب کا ان روایات کو امام صاحب کے سوء فہم و حفظ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۳: (حدیث الضحک کی روایت پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن عدیؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحبؒ نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ منصور کی روایت میں امام ابو حنیفہؒ کو وہم ہوا ہے۔

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ دونوں (غیلان و ہشیم) ابو حنیفہؒ سے اسناد کو زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (توضیح الکلام: ص ۹۵۴)
الجواب:

اولاً شاید اثری صاحب نے امام دارقطنیؒ (م ۲۸۵ھ) کا یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا ہے۔ سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، امام ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ)، قاضی غیلان بن جامع (م ۱۳۲ھ) وغیرہ کی امام منصور بن زاذانؒ (م ۲۹۹ھ) سے مروی روایات پیش خدمت ہے:

ابو حنیفہ عن منصور کی روایات:

- ثقہ، حافظ، امام ابو عبد اللہ، محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة قال حدثنا منصور بن زاذان، عن الحسن البصري، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: بينما هو في الصلاة إذ أقبل رجل أعمى من قبل القبلة يريد الصلاة، والقوم في صلاة الفجر، فوقع في زبية، فاستضحك بعض القوم حتى قهقهه، فلما فرغ رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: من كان قهقهه منكم فليعد الوضوء والصلاة۔
 (کتاب الآثار بروایت محمد: ج ۱: ص ۱۷۹) [۱]

- حافظ غلیلیؒ (م ۳۶۱ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن محمد بن الحسين الحافظ ثنا عيسى بن محمد بن أبي يزيد ثنا عبد الصمد بن الفضل ثنا مكى بن إبراهيم عن أبي حنيفة عن منصور بن زاذان عن الحسن عن معبد الجهني قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي إذ أقبل أعمى فوقع في بئر فاستضحك بعض القوم فأمر النبي صلى الله عليه وسلم من ضحك أن يعيد الوضوء والصلاة۔ (الحديث القهقهة وعلله للخليلي [مخطوطة]: ص ۲، المكتبة الظاهرية، دمشق) [۲]

- (۱) ثقہ، حافظ الحدیث، امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ج ۱: ص ۱۳۔ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، ثابت، حافظ الحدیث ہیں۔ (دیکھئے مجلہ الاجماع: ج ۱: ص ۱۷۹) منصور بن زاذانؒ (م ۲۹۹ھ) بھی ثقہ، ثابت، زاہد ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۹۸)، حسن بصریؒ (م ۱۰۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (تقریب)، لہذا یہ سند مرسل ہے۔ واللہ اعلم،
- (۲) حافظ غلیلیؒ (م ۳۶۱ھ) بالاتفاق ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۹: ص ۶۸۱)، ان کے شیخ احمد بن محمد بن الحسین، ابو العباس الضریؒ (م ۳۹۹ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۷۷)، عیسیٰ بن محمد بن ابی یزیدؒ (م ۳۳۱ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۴۶۳)، عبد الصمد بن فضل البخاریؒ (م ۲۸۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۶۸)

- ثقہ، عادل، حافظ طلحہ بن محمد الشاہد (م ۳۸۰ھ) نے کہا:

(عن) صالح بن أحمد (عن) شعيب بن أيوب (عن) أبي يحيى الحماني (عن) أبو حنيفة (عن) منصور بن زاذان (عن) الحسن (عن) معبد بن صبيح رضي الله عنه (عن) النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه كان في الصلاة فأقبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فضحك بعض القوم حتى فقهه فلما انصرف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من كان فقهه فليعد الوضوء والصلاة۔ (جامع المسانيد للنخوارزى: ج ۱: ص ۲۴۷-۲۴۸) [۱]

(۳۶۱ھ) مکی بن ابراہیم (م ۱۵۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۷۷) منصور بن زاذان (م ۲۹۱ھ) اور حسن بصری (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معبد الجہنی کے بارے میں تفصیل درج ذیل ہیں:

معبد الجہنی سے مراد کون ہے؟؟؟

اکثر ائمہ مثلاً ابن عدی، دارقطنی، بیہقی کے نزدیک اس سے مراد، مبتدع راوی، معبد بن خالد الجہنی البصری القدری ہے۔ لیکن رائج قول میں اس سے مراد معبد بن صبیح الجہنی ہیں، جن کا ذکر حافظ ابوالاحمد العسکری (م ۳۸۲ھ) نے ”کتاب الصحابة“ میں کیا ہے۔ (کتاب الصحابة للعسکری بحوالہ الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ۲: ص ۱۹۲، ۲۶۵)، کیونکہ یہاں اس سند میں اگرچہ معبد الجہنی موجود ہے، لیکن حافظ طلحہ بن محمد الشاہد (م ۳۸۰ھ) کی روایت میں بطریق ”أبي يحيى الحماني (عن) أبي حنيفة“ میں معبد بن صبیح کی تصریح موجود ہے، (جامع المسانيد للنخوارزى: ج ۱: ص ۲۴۷-۲۴۸)، اسی طرح اسد بن عمرو (م ۱۹۸ھ) کی روایت میں بھی معبد بن صبیح کا ذکر ہے۔ (معرفة الصحابة لابی نعیم: ج ۵: ص ۲۵۲، جامع المسانيد للنخوارزى: ج ۱: ص ۲۴۸)، لہذا جب خود سند میں ہی راوی کا تعین ہو گیا ہے، تو رائج وہی ہوگا، اس لئے معبد الجہنی سے مراد معبد بن صبیح الجہنی ہی ہیں۔ واللہ اعلم اور وہ تابعی ہیں، حافظ ابوالاحمد العسکری (م ۳۸۲ھ) نے کسی امام سے ان کی توثیق بھی نقل کی ہے۔ (بحوالہ الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة للمغلطائي: ج ۲: ص ۱۹۲، ۲۶۵)، خلاصہ یہ کہ معبد بن صبیح الجہنی صدوق ہیں اور صحابی نہیں ہیں، لہذا یہ سند بھی مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ طلحہ بن محمد الشاہد (م ۳۸۰ھ) ثقہ، عادل ہیں۔ (دیکھئے: ص ۶)، صالح بن احمد بن ابی مقاتل (م ۱۶۱ھ) پر کلام ہے، لیکن ان کے متابع میں صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشاشی (م ۳۹۹ھ) نے بھی اسد بن عمرو (م ۱۹۰ھ) سے یہی روایت نقل کی ہے۔ دیکھئے جامع المسانيد للنخوارزى: ج ۱: ص ۲۴۸، مسند ابی حنيفة لابن خسر: ج ۲: ص ۸۰۳، نیز دیکھئے الکامل لابن عدی: ج ۴: ص ۱۰۲، مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷۔ لہذا اس روایت میں صالح بن محمد بن ابی مقاتل (م ۱۶۱ھ) پر کلام فضول و بیکار ہے۔ شعيب بن أيوب (م ۲۶۱ھ) سنن ابوداود کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۷۹۴)، ابویحیٰ الحماني (م ۲۰۲ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۷۷۱)، باقی روایات کی توثیق گزر چکی۔

- حافظ ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا سلم بن عصام، عن عمه محمد بن المغيرة، ثنا الحكم عن زفر، عن أبي حنيفة، عن منصور بن زاذان، ح، وثنا محمد بن إبراهيم، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا إسماعيل بن محمد، ثنا مكي بن إبراهيم، ثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، كلهم قال: عن الحسن، عن [معيد بن] أبي معبد، عن النبي صلى الله عليه وسلم، بينما هو في الصلاة إذ قبل أعمى يريد الصلاة، فوقع في روية فاستضحك بعض القوم، حتى قهقه، فلما انصرف قال النبي صلى الله عليه وسلم: من كان منكم قهقه فليعد الوضوء والصلاة۔ (مسند أبي حنيفة لابن نعیم: ص ۲۲۲-۲۲۳) [۱]

(۱) اس روایت کی دونوں سندوں کے تمام روایات ثقہ یا صدوق ہیں، امام ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ پہلی سند میں ابو محمد بن حیان سے مراد ان کے مشہور شیخ، امام ابوالشیخ الاصبہانی (م ۳۶۹ھ) ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ سلم بن عصام الاصبہانی (م ۳۰۸ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۳۲۳)، باقی روایات ابو عبد اللہ، محمد بن المغیرہ بن سلم الاصبہانی (م ۳۳۱ھ)، الحكم بن ایوب الاصبہانی، امام زفر بن ہزیل (م ۵۸ھ)، امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) وغیرہ کی توثیق گزر چکی ہے۔ (دیکھئے ص: ۷)، منصور بن زاذان (م ۲۹۹ھ) بھی ثقہ، ثبت، زاہد ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۹۸)، حسن بصری (م ۱۱۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ، زاہد، فقیہ، فاضل ہیں۔ (تقریب)، معبد بن ابی معبد الخزاعی بھی صحابی صغیر ہیں۔ (الاصابة: ج ۶: ص ۱۳۳)،

نوٹ:

حافظ ابن الاثیر الجزری (م ۶۳۰ھ) نے بھی کہا: کہ ”آخر جهاب منده، وأبو نعیم، فقالا: معبد بن أبي معبد الخزاعي“۔ (اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱، طبع دار اکتب العلمیہ، بیروت)، لہذا یہاں اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزاعی ہی ہیں۔ دوسری سند میں امام ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۰ھ) کے شیخ محمد بن ابراہیم بن علی سے مراد مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، محدث ابن المقرئ (م ۳۸۱ھ) ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۲، تاریخ اصہبان: ج ۲: ص ۲۶۸-۲۶۹)، اسحاق بن ابراہیم بن شاذان بھی صدوق ہیں۔ (معجم ابن المقرئ: ص ۲۱۴) کیونکہ ان سے امام الطبرانی (م ۳۲۰ھ)، حافظ ابن المقرئ (م ۳۸۱ھ)، صدوق، شیخ، ابو جعفر محمد بن عمر بن حفص (م ۳۳۰ھ)، ثقہ راوی ابو محمد، عبد اللہ بن محمد بن الحسین بن الصباح (م ۳۲۴ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۲۰۵، سیر: ج ۱۵: ص ۲۷۱، الدلیل المغنی: ص ۲۵۳) اور حافظ ذہبی (م ۳۸۰ھ) نے ان کو تذکرۃ الحفاظ میں شاکر کہا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج ۲: ص ۱۱۱)، اور حافظ یثربی (م ۵۰۷ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (معجم الزوائد: حدیث نمبر ۳۲۰۸، معجم الاوسط للطبرانی: حدیث نمبر ۶۹۰۹، نیز دیکھئے معجم الزوائد: ج ۱: ص ۸)، اسماعیل بن محمد الفسوی (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۱۴۶، تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۲۱)، مکی بن ابراہیم (م ۲۱۵ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب:

- ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابو عبد اللہ، ابن خسرؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا الشيخ أبو الفضل أحمد بن الحسن بن خيرون قال: أخبرنا خالي أبو علي قال: حدثنا أبو عبد الله بن العلاف قال: أخبرنا القاضي عمر بن الحسن الأشناني قال: أخبرنا إسماعيل بن محمد بن أبي كثير القاضي قال: حدثنا مكي بن إبراهيم قال: حدثنا أبو حنيفة، عن منصور بن زاذان، عن الحسن، عن معقل بن يسار: أن معبدًا قال: بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم في الصلاة إذ قبل أعمى يريد الصلاة فوقع في زبية فاستضحك بعض القوم حتى قهقهه، فلما انصرف النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء۔ (مسند الامام أبي حنيفة لابن خسر و ج: ۲ ص: ۸۰۲) [۱]

رقم ۶۸۷۷، باقی روایت کی توثیق گزر چکی۔

نوٹ نمبر ۱:

مسند ابی حنیفہ لابی نعیم میں معبد بن ابی معبد کے بجائے ابی سعید آگیا ہے۔ اور ایسا ہی مجلہ الاجماع: ج ۴ ص: ۶ ش: ۶ ص: ۹، میں لکھا گیا تھا۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ دیگر ائمہ نے جب اس روایت کو ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۳۳۰ھ) سے ذکر کیا، تو معبد بن ابی معبد ہی نقل کیا ہے۔ (الاصباہ لابن حجر: ج ۶ ص: ۲۸۸، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵ ص: ۲۱۱، طبع دار اکتب العلمیہ، بیروت)، لہذا صحیح معبد بن ابی معبد ہے۔ واللہ اعلم،

نوٹ نمبر ۲:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفہ لابی نعیم کی اس روایت میں معبد بن ابی معبد الخزامیؒ ہی ہیں، لیکن حسن البصریؒ (م ۱۱۷ھ) کا ان سے سماع ثابت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہاں ”معنعنہ“ سے روایت نقل کی ہے، مگر مسند ابی حنیفہ لابن خسر و کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں پر معقل بن یسارؒ سے تدلیس کی ہے، (مسند الامام ابی حنیفہ لابن خسر و: ج ۲ ص: ۸۰۲) لہذا جب درمیان میں معقل بن یسارؒ موجود ہیں، تو یہ سند متصل ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱) حافظ ابن خسرؒ (م ۵۲۲ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ابوالفضل ابن خیرونؒ (م ۲۸۸ھ) بھی ثقہ، ثبت، حافظ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۱ ص: ۳۰۹، لسان المیزان: ج ۱ ص: ۴۳۴، ت ابو خذافہ)، ابوعلی ابن شاذانؒ (م ۲۶۶ھ) بھی ثقہ، مکثر، حافظ ہیں۔ (السلسلہ النقی فی تراجم شیوخ البیہقی: ص ۳۰۱)، ابو عبد اللہ، ابن دوست العلافؒ (م ۲۷۰ھ) صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۲ ص: ۹۱، التکمیل: ج ۱ ص: ۴۰۷)، حافظ عمر بن الحسن الاشجائیؒ (م ۳۳۹ھ) بھی صدوق ہیں۔ (دیکھئے: ص: ۱۱)، اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضیؒ (م ۲۸۲ھ) ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۲ ص: ۴۰۷، تاریخ الاسلام: ج ۶ ص: ۷۲۱)، مکی بن ابراہیمؒ (م ۱۵۲ھ)،

غیلان عن منصور کی روایت:

امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا به الحسين بن إسماعيل, ومحمد بن مخلد, قالوا: نا محمد بن عبد الله الزهيري أبو بكر, نا يحيى بن يعلى, نا أبي, نا غيلان, عن منصور الواسطي هو ابن زاذان, عن ابن سيرين, عن معبد الجهني, قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الغداة فجاء رجل أعمى وقريب من مصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم بئر على رأسها جلة, فجاء الأعمى يمشي حتى وقع فيها, فضحك بعض القوم وهم في الصلاة, فقال النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما قضى الصلاة: من ضحك منكم فليعد الوضوء وليعد الصلاة. (سنن الدارقطني: حديث نمبر ۶۲۳) [۱]

ہشیم عن منصور کی روایت:

امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

حدثنا أحمد بن عبد الله بن محمد الوكيل, نا الحسن بن عرفة, حدثنا هشيم, عن منصور, عن ابن سيرين, وعن خالد الحذاء, عن حفصة, عن أبي العالية ح وحدثنا الحسين بن إسماعيل, ثنا زياد بن أيوب, نا هشيم, نا منصور, عن ابن سيرين, وخالد, عن حفصة, عن أبي العالية, أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي فمر رجل في بصره سوء على بئر عليها خصفة فوق وقع فيها, فضحك من كان خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم, فلما قضى صلاته قال: من كان منكم ضحك فليعد الوضوء والصلاة لفظ زياد. (سنن الدارقطني: حديث نمبر ۶۲۴)

روایات کے سند و متن کے ذکر کے بعد عرض ہے کہ

امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت (م ۱۵۰ھ)، منصور بن زاذان (م ۲۹۹ھ)، الحسن بن ابی الحسن یسار البصری (م ۱۱۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ معقل بن یسار المزنی البصری (م بعد ۱۰۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تقریب)، معبد بن ابی معبد الخزاعیؓ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسند ابی حنیفہ لابی نعیم کی روایت میں معبد بن ابی معبدؓ اور حسن بصریؓ کے درمیان معقل بن یسارؓ (م بعد ۱۰۰ھ) کا واسطہ موجود تھا، جس کو حسن بصریؓ (م ۱۱۰ھ) نے تدلیس کے ذریعہ سے، اس سند میں ذکر نہیں کیا۔ خیر مسند الامام ابی حنیفہ لا بن خسرو کی یہ سند حسن اور متصل ہے۔ واللہ اعلم

(۱) اس سند میں معبد الجہنی سے مراد صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنیؓ ہیں، جس کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص: ۱۰) نہ کہ اس القدر یہ معبد بن خالد الجہنی (م ۸۰ھ) جیسا کہ بعض ائمہ نے کہا۔

(۱) اثری صاحب نے امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) سے یہ اعتراض جلد بازی میں نقل کیا کہ اسی طرح حدیث الضحک کی روایت کو امام صاحب نے منصور عن الحسن عن معبد کے طریق سے بیان کیا ہے۔ ان کے برعکس غیلان بن جامع اور ہشیم بن بشیر اسے منصور عن ابن سیرین عن معبد کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ (توضیح: ص ۹۵۴)، جب کہ قارئین آپ نے دیکھا کہ ہشیم بن بشیر (م ۱۸۳ھ) نے اس کو ”عن منصور، عن ابن سیرین، وعن خالد الحذاء، عن حفصة، عن أبي العالیة“ کی سند سے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ سند و متن گزر چکا۔ لہذا یہاں پر اثری صاحب سے خطا ہوئی ہے۔

(۲) حافظ ابن الترمذی (م ۵۰۶ھ) کہتے ہیں [جس کا خلاصہ یہ ہے] کہ امام صاحب (م ۵۰۶ھ) نے یہ حدیث ”۳“ سندوں سے ذکر کی ہے۔

- ۱- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن مرسلاً“، جیسا کہ حسن بن زیاد (م ۲۰۴ھ) نے ان سے روایت کیا ہے۔ [۱]
- ۱۱- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن عن معبد بن صبیح“، جیسا کہ اسد بن عمرو (م ۱۹۰ھ) نے نقل کیا ہے۔ [۲]
- ۱۱۱- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن عن معقل بن یسار عن معبد“، جیسا کہ امام مکی بن ابراہیم (م ۱۵۱ھ) نے امام صاحب سے نقل کیا ہے۔ [۳]

اور یہ تیسری سند جید اور متصل ہے، کیونکہ اس میں معبد سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی موجود ہیں، جیسا کہ ابن مندہ کی کتاب معجم الصحابة میں صراحت موجود ہے۔ (الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶)، [۴]

- (۱) امام الحسن بن زیاد (م ۲۰۴ھ) کی طرح، امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) نے امام صاحب سے یہی حدیث مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل ص ۹۰ پر موجود ہے۔
- (۲) اسد بن عمرو (م ۱۹۰ھ)، کی طرح، صدوق، امام ابویحییٰ الحمائی (م ۲۰۲ھ) نے بھی امام صاحب سے یہی حدیث، صدوق راوی معبد بن صبیح الجہنی کے طریق سے، مرسلاً نقل کی ہے، جس کی تفصیل ص ۱۰۰ پر موجود ہے۔
- (۳) یہ روایت مسند الامام ابی حنیفۃ لابن خشر: ج ۲: ص ۸۰۲ پر حسن اور متصل سند کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل ص ۱۲ پر موجود ہے۔ واللہ اعلم

(۴) امام ابن مندہ (م ۲۹۵ھ)، کے علاوہ امام ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۳۰ھ)، حافظ ابن الاثیر الجزری (م ۶۳۰ھ) وغیرہ کے نزدیک بھی، اس روایت میں ”معبد“ سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی ہیں۔ (الجوہر النقی: ج ۱: ص ۱۴۵-۱۴۶، معرفۃ الصحابة لابن نعیم: ج ۵: ص ۲۵۲۹، اسد الغابۃ لابن الاثیر: ج ۵: ص ۲۱۱)، صدوق، حافظ عبدالباقی بن قانع (م ۳۵۱ھ) نے بھی ان کو ”معجم الصحابة“ میں شمار کیا ہے۔ (ج ۳: ص ۹۶)، محدث عینی (م ۸۵۵ھ)، امام ابن الہمام (م ۱۶۱ھ) نے بھی ”معبد“ سے مراد معبد بن ابی معبد الخزاعی لیا ہے۔ (فتح القدیر

یعنی امام ابو حنیفہؒ کی تمام روایات میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ امام صاحبؒ کو یہ روایت منصور عن حسن بصری کی سند سے ”۳“ طرح سے ملی تھی۔

- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن بن یسار عن معبد“،
- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن بن معبد بن صبیح“،
- ”ابو حنیفۃ عن منصور عن الحسن بن معقل بن یسار عن معبد“،

معلوم ہوا کہ غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی طرح، امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے یہی روایت ”عن منصور عن الحسن بن معبد بن صبیح الجہنی“ سے نقل کی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے ”عن منصور عن الحسن“ کی طریق سے ”۲“ اور سندیں بھی ذکر کی ہیں۔ لہذا یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت۔ اور ثقہ، حافظ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا امام صاحبؒ کی باقی ”۲“ سندیں بھی مقبول ہیں۔ واللہ اعلم

(۳) جب غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور ہشیم بن بشیرؒ (م ۱۸۳ھ) ہی اس روایت کو منصور بن زاذانؒ (م ۱۲۹ھ) سے نقل کرنے میں متفق نہیں ہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔ تو امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا امام صاحبؒ کی روایت پر اعتراض وزن دار باقی نہیں رہا۔ کیونکہ جن روایات کی بنیاد پر وہ اعتراض فرما رہے ہیں، ان روایات میں ہی اختلاف ہے۔ پھر غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) اور امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) نے غیلان بن جامعؒ (م ۱۳۲ھ) کی روایت کی موافقت کی ہے، نہ کہ مخالفت۔ البتہ امام صاحبؒ نے یہ حدیث ”عن منصور عن الحسن“ کی طریق سے ”۲“ اور سندیں بھی ذکر کی ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی، لہذا جب ان دونوں حضرات [یعنی ہشیم، غیلان] کی روایت منصورؒ (م ۱۲۹ھ) سے اس لئے صحیح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ دونوں حضرات ثقہ ہیں۔ تو امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ”۲“ سندوں کی طریق سے بھی کیوں کر صحیح نہیں ہو سکتی؟ جب کہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) بھی ثقہ، امام، فقیہ، حافظ الحدیث، مثبت، متقن اور تدلیس سے پاک ہیں۔ لہذا غیلانؒ اور ہشیم بن بشیرؒ کی روایات کی طرح، امام صاحبؒ کی یہ روایت، دیگر ”۲“ سندوں سے بھی صحیح ہے اور امام

لابن الہمام: ج ۱: ص ۵۱، البنایۃ شرح الہدایۃ: ج ۱: ص ۲۹۲، محدث ملا علی قاریؒ (م ۱۰۱۴ھ) کہتے ہیں کہ ”مُعْبَذُ هَذَا هُوَ الْخُرَاعِيُّ“۔ (فتح باب العناية بشرح النقایۃ: ج ۱: ص ۴۹)، اور سب سے مضبوط دلیل یہ ہے کہ خود مسند ابی حنیفہؒ لابی نعیم کی سند میں معبد بن ابی معبدؒ کی تصریح موجود ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ لہذا یہاں اس روایت میں ”معبد“ سے مراد معبد بن ابی معبد الخُرَاعِيُّ ہی ہیں۔ واللہ اعلم

دارقطنی (م ۸۵ھ) کا اعتراض نہ قوی ہے اور نہ صحیح۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۴: حافظ ابوعلی (م ۴۹ھ) کا اعتراض

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

امام حاکم نے تو اسی معرفۃ علوم الحدیث: ص ۱۵۰ میں ایک روایت امام ابوحنیفہ کے واسطے سے نقل کی ہے جسے وہ ”الزہری، عن سبرۃ بن الربیع الجہنی، عن أبیہ“ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں۔ امام حاکم یہی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حافظ ابوعلی فرماتے ہیں کہ اس میں ابوحنیفہ سے تصحیف ہوئی ہے کہ امام زہری سے ان کے تمام تلامذہ اسے بالاتفاق ”الربیع بن سبرۃ، عن أبیہ“ کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۵۵)

الجواب:

صاحب المستدرک، ابو عبد اللہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) نے اس کی سند یوں ذکر کی ہے:

قال الحاکم: أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينه، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن سبرۃ بن الربیع الجہنی، عن أبیہ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۱۵۰)

یہ اعتراض نہیں، بلکہ ثقہ، امام، حافظ ابوعلی النیساپوری (م ۴۰۹ھ) کا تشدد ہے، کیونکہ اس روایت میں ”الزہری، عن سبرۃ بن الربیع الجہنی، عن أبیہ“ کا ذکر محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہ کی خطا کا نتیجہ ہے، نہ کہ امام صاحب اس کے ذمہ دار ہیں اور ثقات کی روایت میں امام صاحب نے ”عن الزہری عن رجل من آل سبرۃ عن سبرۃ“ اور ”عن الزہری عن ابن سبرۃ عن أبیہ“ کہا ہے۔ [۱] جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقیلی (م ۶۶۰ھ) نے وضاحت کیا ہے۔ (بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب لابن العدیم: ج ۶: ص ۲۷۱۰-۲۷۱۱)،

ان کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: هذا القول تحامل من أبي علي الحافظ ومن الحاکم أبي عبد الله علي أبي حنيفة رضي الله عنه، حيث نسب الخطأ في ذلك إلى أبي حنيفة، ولم ينسبه إلى من هو دونه فإن يحيى بن علي بن محمد الحلبي رواه عن جده

محمد بن ابراهيم بن أبي سكينه الحلبي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة، فلم يختص أبو حنيفة بالخطا دون هؤلاء، وقد ذكر أبو محمد بن حيان البستي أن محمد بن ابراهيم بن أبي سكينه ربما أخطأ، فكان نسبة الخطأ إليه أولى من نسبتها إلى امام من أئمة المسلمين۔

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي، ومسنده الذي جمعه الحافظ أبو الحسين بن المظفر، ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد، ومسنده الذي جمعه أبو نعيم الحافظ، ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن خسرو البلخي وذكر في كل منهما ما أسنده أبو حنيفة رضي الله عنه عن محمد بن مسلم بن شهاب الزهري، وذكر واحد من حديث متعة النساء، فمنه ما هو مروي عن محمد بن الحسن عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهنني عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه أيوب بن هانيء وشعيب بن اسحاق والصلت بن الحجاج كلهم عن أبي حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم، ومنه ما رواه سعيد بن سالم عن أبي حنيفة عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة، ولم يذكر أحد منهم في طريق من طرق الحديث المشار إليه رواية أبي حنيفة عن سبرة بن الربيع عن أبيه فبان بذلك أن الخطأ إنما وقع من محمد بن ابراهيم أو من ابن بنته يحيى أو أنه وقع الخطأ من كاتب النسخة التي لأبي علي الحافظ فنسبة ذلك إلى أبي حنيفة رضي الله عنه تحامل وظلم وعدوان۔ (بغية الطلب في تاريخ الحلب لابن العديم: ج ۶: ص ۲۷۱۰-۲۷۱۱)،

لہذا حافظ ابو علی النیسابوری (م ۳۹۹ھ) کا یہ اعتراض تشدد پر مبنی اور باطل ہے۔

اعتراض نمبر ۵: (حافظ ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۹ھ) کا اعتراض)

اثری صاحب لکھتے ہیں کہ

یہی نہیں، امام محمد نے کتاب الآثار (ص ۹۳) میں یہی روایت [یعنی حدیث نہی عن متعة النساء] امام ابو حنیفہ سے بواسطہ محمد بن شہاب الزہری عن محمد بن عبيد الله عن سبرة الجهنني بیان کی ہے اور یہی روایت علامہ الخوارزمی نے جامع المسانيد (ص ۸۸، ۱۳۲، ج ۲) میں بھی ذکر کی ہے۔ جس میں محمد بن عبيد الله کی جگہ محمد بن عبد الله ہے۔ مگر وہ غلط ہے۔ صحیح محمد بن عبيد الله ہی ہے اور وہ مجہول ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے الاثر میں نقل کیا ہے۔ یہی روایت امام ابو نعیم نے بھی مسند ابی حنیفہ (ص ۳۹) میں ذکر کی ہے اور کہا ہے

کہ زہریؒ، سہرہ کے مابین محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابو حنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد انھوں نے معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ کی روایات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے امام زہریؒ سے ”الربیع بن سبرہ، عن أبیه“ سے روایت کیا ہے۔ گو امام ابو حنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ”سبرہ بن الربیع الجہنی، عن أبیه“ سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ”محمد بن عبید اللہ عن سبرہ“ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں اور امام زہریؒ سے ان کے باقی تلامذہ اسے ”الربیع بن سبرہ، عن أبیه“ کی سند سے ذکر کرتے ہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۵۵)

الجواب:

اثری صاحب نے اپنی عبارت میں ”س“ باتیں کہی ہیں:

(۱) حدیث نہی عن متعة النساء کو امام ابو حنیفہؒ نے ”الزہری عن محمد بن عبید اللہ عن سبرہ“ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس سند میں محمد بن عبید اللہ مجہول ہے۔

(۲) اس سند میں محمد بن عبید اللہ کا واسطہ ذکر کرنے میں امام ابو حنیفہؒ کی جم غفیر نے مخالفت کی ہے۔ چنانچہ معمرؒ، ابن عیینہؒ، عقیلؒ، یونسؒ، اسماعیل بن امیہؒ وغیرہ نے یہ حدیث کو امام زہریؒ سے ”الربیع بن سبرہ، عن أبیه“ سے روایت کیا ہے۔

(۳) امام ابو حنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ”سبرہ بن الربیع الجہنی، عن أبیه“ سے روایت کرتے ہیں اور کبھی ”محمد بن عبید اللہ عن سبرہ“ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں۔

ترتیب سے ان تمام باتوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

پہلی بات کا جواب:

حدیث نہی عن متعة النساء کو امام ابو حنیفہؒ نے ”الزہری عن محمد بن عبید اللہ عن سبرہ“ کی سند سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن محمد بن عبيد الله، عن سبرة الجهني رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (کتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶)

اور اس سند میں موجود محمد بن عبید اللہ مجہول نہیں، بلکہ اس سے مراد ثقہ راوی، ابو عون، محمد بن عبید اللہ الکوفی (م ۱۶۱ھ) ہیں۔ کیونکہ صدوق، قاضی عمر بن الحسن الاشاشی (م ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ

عن أحمد بن محمد بن مقاتل الرازي (عن) إدريس بن إبراهيم (عن) الحسن بن زياد (عن) أبي حنيفة (عن)

أبي عون محمد بن عبد الله (عن) ابن سبرة (عن) أبيه أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عام فتح مكة عن متعة النساء - (مسند أبي حنيفة للقاضي الاشثاني بحواله جامع المسانيد للبخارزمي: ج ۲: ص ۱۳۰) [۱]

اور ابو عون، محمد بن عبید اللہ الکوفیؒ (م ۱۶۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ راوی ہے۔ (تقریب: رقم ۶۱۰۷)، لہذا ان کو مجہول کہنا، باطل و مردود ہے۔

دوسری بات کا جواب:

حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ (م ۲۵۱ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ امام صاحبؒ نے جمہور کی طرح، حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ (م ۲۵۱ھ) سے ”الربيع بن سبرة، عن أبيه“ کی سند

(۱) سند کی تحقیق:

قاضی عمر بن الحسن الاشثانیؒ (م ۳۳۹ھ) صدوق ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۸: ص ۲۷)، ان کے شیخ، احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ سے حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۷۶)، حافظ بیہقیؒ (م ۵۷۱ھ) کے نزدیک آپؒ صدوق ہیں۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۸۵۱، المعجم الاصغر للطبرانی: ج ۱: ص ۸۰، حدیث نمبر ۱۰۳، نیز دیکھئے مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸)، نیز آپؒ ”قاضی المری“ کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔ (الجواهر للقرشي: ج ۲: ص ۲۰۸)، لہذا آپؒ صدوق ہیں۔

ابو یونس ادریس بن ابراہیم الرازیؒ سے ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن عبید اللہ بن شریحؒ (م ۳۰۷ھ)، قاضی احمد بن محمد بن مقاتل، ابوبکر الرازیؒ، احمد بن جعفر بن نصر الرازیؒ (م ۳۱۴ھ)، صالح بن احمد بن ابی مقاتل المروزیؒ (م ۳۱۶ھ)، ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن علی الصیرفیؒ، اسحاق بن سہل الرازی الموزنؒ وغیرہ نے روایت لی ہے۔ (جامع المسانيد للبخارزمي: ج ۱: ص ۲۶۰، ۲۶۸، ۲۷۳، مسند أبي حنيفة للحارثي: ج ۱: ص ۴۱۱)، چونکہ ادریس بن ابراہیم الرازیؒ پر کوئی جرح نہیں ہے۔ لہذا آپؒ بھی صدوق ہیں۔ (الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۲) حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) امام صاحبؒ (م ۵۱۱ھ) سے مروی روایات میں مکثر اور حافظ تھے۔ (الاجماع: ش ۱۹: ص ۳۰) لہذا وہ بھی اس روایت میں صدوق ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، ثبت، امام اور بے مثال فقیہ ہیں، جیسا کہ گز چکا۔ لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

جامع المسانيد للبخارزمي کی ایک اور روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابو عون الثقفیؒ کی تصریح موجود ہے۔ (جامع المسانيد للبخارزمي: ج ۲: ص ۲۰۷)، لہذا یہاں اس روایت میں محمد بن عبید اللہ، ابو عونؒ (م ۱۶۱ھ) ہی مراد ہے۔ واللہ اعلم

سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ صدوق، حافظ ابو محمد الحارثی (م ۳۰۴ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن إسحاق بن عثمان السمسار البخاري، ثنا داود بن مخراق، ثنا سعيد بن سالم، عن أبي حنيفة، عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة.

(مسند أبي حنيفة للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۶، جامع المسانيد للنحوارزی: ج ۲: ص ۸۸) [۱]

۔ اسی طرح صدوق قاضی عمر بن الحسن الاشاشی (م ۳۳۹ھ) نے کہا:

(عن) الحسن بن سلام السواق (عن) عيسى بن أبان (عن) محمد بن الحسن (عن) أبي حنيفة رحمه الله عن الزهري عن رجل من آل سبرة عن سبرة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة. (مسند أبي حنيفة

(۱) سند کی تحقیق:

حافظ حارثی (م ۳۰۴ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری سے حافظ حارثی (م ۳۰۴ھ) اور عمر بن حفص بن احلم البخاری (م ۳۲۷ھ) نے روایت لی ہے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ج ۷: ص ۵۳) اور حارثی نے ان سے کثرت سے [قریب ۳۵] سے زیادہ روایات لی ہیں۔ لہذا اکثر عنہ ہونے کی وجہ سے وہ صدوق ہیں۔ (میزان الاعتدال)، واللہ اعلم

نیز حافظ ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے یہی روایت اپنی مسند ابی حنيفة میں ذکر کی ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد ابن العدیم العقبی (م ۶۱۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ کیونکہ ان کے ذکر کردہ دیگر مسانید ابی حنيفة میں یہ روایت اس سند کے ساتھ نہیں آئی ہے۔ لہذا یا تو ابن عدی نے یہی سند سے یہ روایت ذکر کی ہوگی اور دوسری سند سے۔ دونوں صورتوں میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری صدوق ثابت ہو گئے۔ کیونکہ اگر یہی سند سے ذکر کی ہوگی، تو اکمال میں محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری کا ترجمہ نہیں ملا، لہذا ابن عدی (م ۳۶۵ھ) کی شرط کے مطابق وہ ان کے نزدیک صدوق ہو گئے۔ (اکمال: ج ۱: ص ۷۹)، یا اگر دوسری سند سے ذکر کیا ہو، تو ان کے متابع میں کوئی اور راوی ہوگا، جس کی وجہ سے ان کا اس روایت میں صدوق ہونا ثابت ہو جائے گا، بہر حال محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری صدوق ہیں۔

داود بن مخراق سنن ابوداؤد کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۸۱۲)، سعید بن سالم القدری سنن ابوداؤد اور نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۳۱۵)، امام صاحب (م ۵۰۴ھ) کی توثیق گزر چکی۔

امام محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری (م ۲۴۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور شہت، فقیہ ہیں۔ (تقریب: ۶۲۹۶، وغیرہ)، ”رجل من آل سبرة“ سے مراد الربیع بن سبرة الجہنی صحیح مسلم اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۸۹۲) سبرة الجہنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تقریب)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

للاثنانی بحوالہ جامع المسانید للبخاری (ج ۲: ص ۸۹) [۱]

- صاحب المستدرک، امام ابو عبد اللہ الحاکم (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں :

أخبرني أبو علي الحافظ قال: أخبرنا يحيى بن علي بن محمد الحلبي بحلب، قال: ثنا جدي محمد بن إبراهيم بن أبي سكينه، قال: ثنا محمد بن الحسن الشيباني، قال: حدثنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن الربيع بن سبرة الجهني، عن أبيه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة. (معرفه علوم الحديث للحاكم: ص ۱۵۰) [۲]

- ایک اور روایت حافظ ابو محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ) نے یوں ذکر کی ہے:

قال الحارثي: أخبرنا صالح بن أحمد القيراطي، ثنا محمد بن شوكر، ثنا القاسم بن الحكم، ثنا أبو حنيفة، عن

(۱) سند کی تحقیق:

قاضی عمر بن الحسن الاثنانی (م ۳۳۹ھ) کی توثیق گزر چکی۔ الحسن بن سلام السواق (م ۲۷۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۶۱، سیر: ج ۱۳: ص ۱۹۲)، عیسیٰ بن ابان الفقیہ (م ۲۲۱ھ) بھی صدوق ہیں۔ (الجواهر المفضیہ للقرشی: ج ۱: ص ۴۰۱، اکمال لابن عدی: ج ۸: ص ۳۲۱، ج ۱: ص ۷۹، تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۶۵۱، سیر اعلام النبلاء: ج ۱۰: ص ۴۴۰)، امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ذکی، فقیہ اور حجت ہیں۔ (الاجماع: ج ۱: ص ۱۳)، باقی روایات کی توثیق گزر چکی۔
لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) سند کی تحقیق:

ابو عبد اللہ الحافظ (م ۵۰۵ھ) اور ابو علی الحافظ (م ۳۲۸ھ)، دونوں مشہور ثقہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یحییٰ بن علی بن محمد الحلبي بھی صدوق ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۶۸۸)، محمد بن ابراہیم بن ابی سکنہ بھی صدوق ہیں۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۰۱، کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۰۲، لسان المیزان: ج ۱: ص ۳۹۶)، باقی روایات کی توثیق گزر چکی۔
لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

نوٹ:

اس روایت کی سند میں محمد بن ابراہیم بن ابی سکنہ کی خطا کی وجہ سے ”الربیع بن سبرة الجهني“ کے بجائے ”سبرة بن الربیع الجهني“ آ گیا ہے، جیسا کہ حافظ کمال الدین عمر بن احمد بن العدیم العقیلی (م ۶۱۰ھ) کا حوالہ گزر چکا۔ جب کہ صحیح ”الربیع بن سبرة الجهني“ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اوپر متن میں ”الربیع بن سبرة الجهني“ لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم

الزهری، عن ابن سبرۃ، عن أبيه، أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن متعة النساء۔ (مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۸، جامع المسانید للخوازمی: ج ۲: ص ۸۸) [۱]

پھر ان سب کے علاوہ ائمہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ (م ۲۵۰ھ) سے ”الربیع بن سبرۃ، عن أبيه“ کی سند سے بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

”تفرد به أبو حنيفة عن الزهري عن محمد بن عبيد الله عنه وغيره، تفرد به عن الزهري عن الربيع بن سبرة عن أبيه“۔ (أطراف الغراب للدارقطنی: ج ۳: ص ۱۳۶)

ثقہ، حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ

لأبي حنيفة في تحريم المتعة أسانيد عشر منها الزهري، عن أنس ومنها الزهري، عن الربيع بن سبرة ومنها أبو حنيفة، عن نافع، عن ابن عمر۔

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے پاس حرمت متعہ کی ”۱۰“ سندیں تھیں۔ ان ہی میں ”الزہری، عن أنس“، ”الزہری، عن الربيع بن سبرة“ اور ”عن نافع، عن ابن عمر“ وغیرہ ہے۔ (مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۲۱۶)

لہذا حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ (م ۲۵۰ھ) سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ نے جم غفیر کی مخالفت نہیں بلکہ موافقت کی ہے۔ البتہ چونکہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کثیر الاسانید ہیں، [۲]، اس لئے انہوں نے حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ (م ۲۵۰ھ) سے ”الربيع بن سبرة، عن أبيه“ کی سند کے علاوہ، ایک اور سند سے بھی ذکر کیا ہے۔ جس کو دیگر نے بیان نہیں

(۱) سند کی تحقیق:

حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ ان کے استاد صالح بن احمد القیراطیؒ (م ۳۱۶ھ) متکلم فی راوی ہے۔ لیکن ان کے متابع میں قاضی عمر بن الحسن الاشاشیؒ (م ۳۳۹ھ)، یحییٰ بن علی بن محمد الحلبیؒ، محمد بن اسحاق بن عثمان السمسار البخاری وغیرہ صدوق روات موجود ہے، جیسا کہ روایات گزر چکی۔ لہذا اس روایت میں ان پر کلام فضول و بیکار ہے۔

محمد بن شوکر بغدادیؒ بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۸: ص ۳۳۷)، قاسم بن الحکم العریؒ (م ۲۰۸ھ) بھی صدوق، الحسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵)، باقی روایات کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم

(۲) اس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی۔

کیا۔ جیسا کہ امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) کے حوالہ سے شروع میں گزر چکا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال الامام الحافظ الفقيه محمد بن الحسن الشيباني أخبرنا أبو حنيفة، عن محمد بن شهاب الزهري، عن محمد بن عبيد الله، عن سيرة الجهنني رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه نهى عن متعة النساء يوم فتح مكة۔ (كتاب الآثار بروایت امام محمد: ج ۱: ص ۴۰۶)

اور یہ زیادتی ہوئی، نہ کہ مخالفت اور ثقہ، حافظ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی۔

لہذا امام صاحبؒ (م ۵۰۶ھ) کی حدیث نہی عن متعة النساء، ”الزهري عن محمد بن عبيد الله عن سيرة“ کی سند بھی سے صحیح اور مقبول ہے اور اس کو مخالفت کہنا غیر صحیح ہے۔

تیسری بات کا جواب:

اور رہا اثری صاحب کا یہ اعتراض کہ امام ابو حنیفہؒ کبھی اسے امام زہریؒ سے ”سيرة بن الربيع الجهنني، عن أبيه“ سے کبھی روایت کرتے ہیں اور کبھی ”محمد بن عبيد الله عن سيرة“ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں، تو اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ حاکم کی سند میں ”سيرة بن الربيع الجهنني“ کا ذکر، محمد بن ابراہیم بن ابی سکینہؒ کی غلطی کا نتیجہ ہے، اور صحیح ”الربيع بن سيرة الجهنني“ ہے جیسا کہ دیگر طرق میں امام صاحبؒ سے ثابت ہے۔

اور چونکہ امام صاحبؒ (م ۵۰۶ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کا حدیث نہی عن متعة النساء کو امام زہریؒ سے ”محمد بن عبيد الله عن سيرة“ کے واسطے روایت کرنا، زیادتی ہے۔ جو کہ صحیح و مقبول ہے، جس کی تفصیل گزر چکی۔ لہذا یہ اعتراض بھی باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۶: (امام صاحب کی عبد خیر عن علی کی مشہور حدیث وضو پر امام دارقطنی کا اعتراض)

- اثری صاحب کہتے ہیں کہ

حضرت علیؑ سے وضوء کی روایت جو بواسطہ خالد بن عبد خیر ہے میں ”مسح راسه ثلاثاً“ کو بھی محدثین نے امام صاحبؒ کا وہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ زائدہ بن قدامہ، سفیان، شعبہ، ابوعوانہ، شریک، ابوالاشہب، ہارون بن سعد، جعفر بن محمد، حجاج بن ارطاة، ابان بن تغلب، علی بن صالح، حازم بن ابراہیم، حسن بن صالح، جعفر بن الاحمر رحمہم اللہ ”مسح راسه مرة“ کے الفاظ ہی نقل کرتے ہیں۔ (دارقطنی: ص ۸۹ ج ۱، ص ۳۳، طہند، نصب الراية: ص ۳۲ ج ۱، العلل للدارقطنی: ص ۵۱ ج ۴، بیہقی: ص ۶۳ ج ۱)، امام صاحبؒ سے بھی گو ”مسح راسه مرة واحدة“ کے الفاظ مروی ہیں۔ جامع المسانید (ص ۲۳۵ ج ۱) مگر اس کی سند سخت ضعیف ہے،

خارجہ بن مصعب ان کا شاگرد متروک ہے۔ (توضیح الکلام: ص ۹۴۵)

الجواب:

اولاً امام صاحبؒ سے گو ”مسح براسه مرة واحدة“ کے الفاظ مروی ہیں، اور اس میں خارجہ بن مصعبؒ (م ۶۸ھ) منفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے متابع میں اسد بن عمرو الکوفیؒ (م ۲۰۸ھ)، القاسم بن الحکمؒ (م ۲۰۸ھ) وغیرہ ائمہ موجود ہیں۔ چنانچہ القاسم بن الحکم عن ابی حنیفہ کی طریق سے حافظ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) نے روایت نقل کی ہے کہ جس میں ”مسح براسه“ کے الفاظ ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸) [۱]

[۱] حافظ ابو عبد اللہ ابن خسروؒ (م ۵۲۲ھ) فرماتے ہیں:

وأخبرنا الشيخ أبو الحسين قال: أخبرنا أبو محمد قال: أخبرنا أبو الحسين بن المظفر قال: حدثنا أبو علي الحسن بن محمد بن شعبة قال: حدثنا محمد بن عمران الهمداني قال: حدثنا القاسم بن الحكم قال: حدثنا أبو حنيفة قال: حدثنا خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه: أنه دعاء بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ومسح برأسه، وغسل قدميه ثلاثاً، ثم قال: هذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم. (مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۱۸)

سند کی تحقیق:

- (۱) ابو عبد اللہ، حسین بن محمد بن خسرو اللبختیؒ (م ۵۲۲ھ) مشہور ثقہ، محدث اور حافظ الحدیث ہیں۔ (مجلہ الامام: ج ۵: ص ۱۰۵)
- (۲) ابو حسین، مبارک بن عبد الجبار البغدادیؒ (م ۵۰۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت امام ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۸۳۰)
- (۳) ابو محمد، الحسن بن علی الشیرازی الجوهري البغدادیؒ (م ۵۴۳ھ) بھی ثقہ، امین ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۱۰: ص ۴۵)
- (۴) ابو الحسین، محمد بن المظفر البغدادیؒ (م ۳۷۹ھ) مشہور حجت، حافظ الحدیث اور ثقہ مامون ہیں۔ (الدلیل المغنی: ص ۴۵۴)
- (۵) ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ (م ۳۱۳ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تاریخ بغداد: ج ۷: ص ۴۲۷، طبع بیروت)

نوٹ:

مسند ابی حنیفہ لابن خسرو کے مطبوعہ نسخہ میں حسن بن محمد بن شعبہ کے بجائے حسین بن محمد بن سعید آگیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ جب کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی سند میں ابن المظفرؒ اور محمد بن عمران الہمدانیؒ کے درمیان ابو علی، حسن بن محمد بن شعبہ الانصاریؒ موجود ہے۔ (مسند ابی حنیفہ لابن خسرو: ج ۱: ص ۴۶۳، نیز دیکھئے ذکر صلاة التیسر للخطیب: ص ۷۰)

اور حافظ حارثی (م ۳۴۰ھ) نے اسد بن عمرو الکوفی عن ابی حنیفہ کی سند سے بھی تقریباً یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۳، ۷۶۷) [۱]

لہذا صحیح ابوعلی، الحسن بن محمد بن شعبہ الانصاری ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن عمران بن حبیب الہمدانی (م ۷۹۷ھ) صدوق ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۶۱۶، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۳۷، لسان المیزان: ج ۴: ص ۴۲۸)

(۷) القاسم بن الحکم (م ۲۰۸ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۴۵۵)

(۸) امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے ص:-

(۹) خالد بن علقمہ نعمن ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۱۶۵۹)

(۱۰) عبد خیر الہمدانی بھی ثقہ ہیں اور وہ سنن اربع کے راوی ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)

(۱۱) حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ اور امیر المؤمنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔

[۱] صدوق، حافظ ابو محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا هارون بن هشام الكسائي، حدثنا أبو حفص أحمد بن حفص البخاري، حدثنا أسد بن عمرو البجلي، عن أبي حنيفة، عن خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي بن أبي طالب: أنه دعا بماء فغسل كفيه ثلاثاً، ومضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل وجهه ثلاثاً، وغسل ذراعيه ثلاثاً، ثم أخذ ماء في كفه فصبه في صالته فتحذر عنها، وغسل رجليه ثلاثاً ثلاثاً، ثم قال: من سره أن ينظر إلى وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم كاملاً فليُنظر إلى هذا۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۷۶۳، ۷۶۷)

سند کی تحقیق:

(۱) ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی (م ۳۴۰ھ) مشہور محدث اور صدوق، حافظ الحدیث ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۹: ص ۲۲)

(۲) ابو موسیٰ، ہارون بن ہشام کو امام ابو عبد اللہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) نے ”ذکر الطبقة الخامسة من علماء نيسابور من دخلها“ میں شمار کیا ہے اور ابو موسیٰ کی یہ علمی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۴۲۱، مختصر

تاریخ نيسابور للحاکم: ص ۶۰، نیز دیکھئے اضواء المصالح للشیخ زبیر علی زئی: ص ۲۵۱، مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۶)

لہذا ابو موسیٰ، ہارون بن ہشام صدوق ہیں۔

لہذا امام صاحبؒ سے ”مسح راسہ مرة واحدة“ کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔ واللہ اعلم

دوم امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ ”مسح برأسہ ثلاثاً“، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ ”مسح راسہ مرة“ کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ ”مسح برأسہ ثلاثاً“، کہ انہوں نے اپنے سر کا ”س“ مرتبہ مسح کیا، اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سر پر ”س“ مرتبہ ہاتھ پھرا،

- پہلی مرتبہ سر کے ابتدائے حصہ یعنی پیشانی سے گدی تک۔
- دوسری مرتبہ گدی سے پیشانی تک۔
- تیسری بار کانوں کا مسح کیا۔

گویا امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ ”مسح برأسہ ثلاثاً“، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ ”مسح راسہ مرة“ کی تشریح کر رہے ہیں۔ قریب قریب یہی بات حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) نے بھی ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للمحارثی: ج ۲: ص ۷۶۷)

اور حافظ ابن عبد الہادیؒ (م ۴۴۰ھ) نے بھی حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کے کلام کو ذکر کر کے، سکوت کے ذریعہ سے ان کی تائید کی ہے۔ (تعلیقہ علی العلل لابن عبد الہادی: ص ۲۰۱، انوار الطریق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸)

اس تاویل کے درست ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ”عبد خیر عن علی“ کی روایت میں ”مسح برأسہ وأذنیہ ثلاثاً“ کے بھی الفاظ آئے ہیں۔ (دیکھئے ص: ۲۷۷)، اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ ”مسح برأسہ ثلاثاً“ میں ”مسح اذنیہ“ بھی داخل ہے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ امام صاحبؒ کی روایت کے الفاظ ”مسح برأسہ ثلاثاً“، دیگر ائمہ کی روایت کے الفاظ ”مسح راسہ مرة“

(۳) احمد بن حفص، ابو حفص البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) بھی صدوق ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۵: ص ۲۵۹، سیر: ج ۱۰: ص ۱۵۷)

(۴) اسد بن عمرو الجعفیؒ (م ۱۹۰ھ) بھی صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (مجلہ الاجماع: ش: ص)

(۵) امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)،

(۶) خالد بن علقمہؒ،

(۷) عبد خیر الحمدانیؒ وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔

(۸) حضرت علی بن ابی طالبؒ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین ہیں۔

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

کے خلاف نہیں ہے۔

سوم ”عبد خیر عن علی“ کی مشہور حدیث میں یہ الفاظ ”مسح برأسه ثلاثاً“ نقل کرنے میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) منفرد بھی نہیں ہیں۔

۱- چنانچہ امام ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے ”مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علي“ کی سند سے نقل کیا کہ ”مسح برأسه وأذنيه ثلاثاً“ حضرت علیؑ نے اپنے سر اور کانوں کا ”۳، ۳“ مرتبہ مسح کیا تھا۔ (سنن الدارقطنی: ج ۱: ص ۱۶۱)، [۱]

(۱) امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا ابن القاسم بن زكريا، ثنا أبو كريب، نا مسهر بن عبد الملك بن سلع، عن أبيه، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه، أنه توضأ ثلاثاً ثلاثاً، ومسح برأسه وأذنيه ثلاثاً، وقال: هكذا وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم أحببت أن أريكموه۔ (سنن الدارقطنی: ج ۱: ص ۱۶۱)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، امام ہیں۔

(۲) ان کے شیخ محمد بن القاسم بن زکریا (م ۳۶۶ھ) صدوق ہیں۔

حافظ عبد الغنی المقدسی (م ۶۰۰ھ) نے ان کو ثقہ اور امام دارقطنی نے ان سے مروی حدیث کی سند کو ثابت و صحیح کہا اور جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے کہا کہ دارقطنی نے اس کے رجال کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تنقیح التحقيق لابن عبد البہادی: ج ۱: ص ۳۳۸، سنن الدارقطنی: ج ۲: ص ۹۶، ۱۳۷، اتحاف المهر لابن حجر: ج ۱۲: ص ۳۹۷)

نوٹ:

حدیث کے سلسلے میں محمد بن القاسم بن زکریا پر کوئی کلام نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔

(۳) ابوکریب، محمد بن العلاء (م ۲۷۷ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۲۰۴، تحفة اللیب بمن تکلم

فیہم الحفاظ ابن حجر من الروا في غير التقريب: ج ۲: ص ۵۹)،

(۴) مسهر بن عبد الملك صدوق ہیں۔

امام ابن حبان (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ثقہ میں شمار کیا ہے۔ حافظ الحسن بن حماد الضبی (م ۳۳۸ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱۰: ص ۱۴۸)، ثقہ، حافظ، امام الحسن بن علی الخلال (م ۲۴۲ھ) ان کی تعریف کرتے تھے۔ (الجامع فی

۲- اسی طرح محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی (م ۳۲۸ھ) نے ”شعیب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال علی“ کی سند سے نقل کیا ”مسح برأسه ثلاثاً“ کہ حضرت علیؑ نے اپنے سر کا ”س“ مرتبہ مسح کیا۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فیہ ثلاثۃ أجزاء حدیثیہ: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامیة) [۱]

الجرح والتعديل: ج ۳: ص ۱۳۱، اور ان کے قول کی شرح میں شیخ احمد شاہ صاحبؒ کہتے ہیں کہ حافظ الحسن بن علی الخلالؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد تحقیق احمد شاہ کر: ج ۱: ص ۵۵۵)، امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۵ھ) نے ان سے روایت لی ہے۔ (لسان المیزان: ج ۹: ص ۲۲۳)، حافظ یثربیؒ (م ۵۰۷ھ) نے بھی ثقہ کہا اور حافظ عراقیؒ (م ۵۰۶ھ) نے ان سے مروی غریب حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۴: ص ۲۱۰، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۵۲۰۵، تخریج احادیث احیاء: ج ۱: ص ۱۱۲)، شیخ احمد شاہ صاحبؒ نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (مسند احمد تحقیق احمد شاہ کر: ج ۱: ص ۵۵۵)، لہذا وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ:

ان پر موجود جرح مثلاً امام بخاریؒ، امام نسائیؒ کے اقوال سے ان کی تضعیف لازم نہیں آتی، نیز ابن عدیؒ نے امام بخاریؒ کے قول کی وجہ سے، مسہرگوا کاکل میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں صراحت کی ہے۔ لہذا ان جروحات کے مقابلے میں ان کی توثیق رائج ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ان کے والد عبد الملک بن سلج صدوق ہیں، بلکہ دارقطنی ان کو ثبت قرار دیا ہے۔ (تقریب: رقم ۴۱۸۳، العلل للدارقطنی: ج ۴: ص ۵۲)، اور

(۶) عبد خیر البہدانی سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؑ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

اس سند کو محدث احمد بن الصدیق، ابو الفیض الغماریؒ (م ۳۸۰ھ) نے صالح قرار دیا ہے۔ (الہدایۃ فی تخریج احادیث البدایۃ: ج ۱: ص ۱۶۱)،

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

[۱] محدث ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدیؒ (م ۳۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ

أخبرنا القاسم بن محمد: حدثنا إبراهيم: حدثنا شعیب، عن أبي إسحاق، عن عبد خير قال: رأيت علياً رضي الله عنه توضأ فغسل كفيه، ثم تمضمض واستنشق ثلاثاً ثلاثاً، ثم غسل وجهه وذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ثم مسح برأسه ثلاثاً، ثم غسل قدميه، ثم أخذ كفاً من ماء فشر به۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فیہ ثلاثۃ أجزاء حدیثیہ: ص ۱۶۰، طبع دار البشائر الإسلامیة)

۳- حافظ ابو بکر البراز (م ۲۹۲ھ) نے بھی اپنی سند ”أبو الأَحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية، أنه رأى علياً“ سے

سند کی تحقیق:

- (۱) ابو محمد، جعفر بن محمد بن نصیر الخلدی (م ۳۸۸ھ) مشہور ثقہ، امام اور صدوق، فاضل، محدث ہیں۔ (الدلیل المغنی: ص ۱۶۲-۱۶۳)
- (۲) قاسم بن محمد بن حماد، ابو محمد الکوفی (م ۲۹۹ھ) صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (الجزء الخلدی مع مجموع فیہ ثلاثۃ أجزاء حدیثیہ: ص ۱۵۴)

امام ابن حبان (م ۳۵۴ھ) نے ان کو ”الثقات“ میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۹)، حافظ خلیلی (م ۴۶۶ھ) نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۷۳)، حافظ ابن عدی (م ۳۶۵ھ) کے نزدیک وہ صدوق ہیں۔ (اکمال: ج ۱: ص ۷۹، ج ۳: ص ۱۵۵)، حافظ قاسم بن قطلوبغا (م ۷۹۹ھ) نے بھی ”الثقات“ میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۱۸)، حافظ نور الدین بیہقی (م ۷۵۰ھ) نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۶: ص ۲۵۹، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۱۳۸۹۹)، امام حاکم (م ۴۰۵ھ) نے بھی ان کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ (المستدرک للحاکم: ج ۱: ص ۱۸۱، حدیث نمبر ۳۴۴) لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۳) ابراہیم بن الحسن الثعالبی بھی صدوق ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۷۲، الجزء الخلدی مع مجموع فیہ ثلاثۃ أجزاء حدیثیہ: ص ۱۵۹)

- (۴) شعیب بن راشد ثقہ ہیں۔ (کتاب العلل للدارقطنی: ج ۵: ص ۳۲، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۶: ص ۴۳۹)
- (۵) ابواسحاق السبئی (م ۲۹۹ھ) صحیحین کے مشہور راوی اور ثقہ، حافظ اور ثبت، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۰۶۵، ہدی الساری: ص ۴۳۱)

نوٹ:

حافظ ابواسحاق السبئی (م ۲۹۹ھ) پر تہ لیس اور اختلاط وغیرہ کے اعتراض مردود ہیں۔ کیونکہ ان کے متابع میں ثبت راوی عبدالملک بن سلیم موجود ہیں۔ لہذا تہ لیس کا شبہ ختم ہو گیا۔

اور شعیب بن راشد کی طرح ثقہ، حافظ الحدیث امام ابوالاحوص سلام بن سلیم (م ۶۹۹ھ) نے بھی ”ابواسحاق عن عبدخیر“ کی سند سے ”مسح رأسہ ثلاثاً“ کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (مسند البراز: ج ۳: ص ۴۳)، اور ابوالاحوص (م ۶۹۹ھ) کا ابواسحاق (م ۲۸۸ھ) سے سماع قدیم ہے۔ (مصباح الزجاجة للبصری: ج ۱: ص ۱۳۸، حاشیۃ الایماء لابن طاہر الدانی: ج ۴: ص ۱۶۶، تہ شیخ عبدالباری الجزائری، مطالب العالی لابن حجر: ج ۱۵: ص ۷۸۸، تہ محمد بن ظافر، شرح ابن ماجہ، شرح محمد بن الامیونی: ج ۷: ص ۱۸۹، حاشیۃ موسوعة فضائل سور و آیات القرآن - القسم الصحیح للشیخ محمد بن رزق: ج ۲: ص ۲۸۳، موارد الظمان الی زوائد ابن حبان: ج ۶: ص ۸۱، تہ شیخ حسین

”مسح رأسہ ثلاثاً“ کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳، نصب الراية للربيعي: ج ۱: ص ۳۳، والفظ لہ) [۱]

سليم اسد الدارانی، افراد أحاديث اسماء الله وصفاته، رسالة دكتوراة: ج ۱: ص ۲۷۵،
لہذا الاختلاط کا اعتراض بھی مردود ہے۔

(۶) عبد خیر الہمدانی سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۷۸۱)،

(۷) حضرت علیؓ (م ۴۰ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں، لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

[۱] حافظ ابوبکر البزارؒ (م ۲۹۲ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن معمر، قال: نا أبو داود، قال: نا سلام بن سليم أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن أبي حية بن قيس، أنه رأى علياً توضأ في الرحبة فغسل كفيه ثم مضمض ثلاثاً، واستنشق ثلاثاً، وغسل وجهه ثلاثاً، وذراعيه ثلاثاً ثلاثاً، ورأسه ثلاثاً، وغسل رجليه، إلى الكعبين ثلاثاً، ثم قام فشرّب فضل وضوئه وهو قائم وقال: أحببت أن أريكم كيف كان طهور النبي صلى الله عليه وسلم قال أبو إسحاق: فحدثني عبد خير عن علي، بمثل هذا غير أنه لما فرغ أخذ حفنة من ماء في كفه فشرّبها وهو قائم "وهذا الحديث لا نعلم أحداً رواه بهذا اللفظ عن أبي إسحاق، عن عبد خير، وأبي حية، عن علي مجموعين إلا أبو الأحوص۔ (مسند البزار: ج ۳: ص ۴۳-۴۴)

سند کی تحقیق:

(۱) احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزارؒ (م ۲۹۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۴۴۴)

(۲) محمد بن معمر بن ربعی القیسؒ (م بعد ۲۵۰ھ) کتب ستہ کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۳۱۳)

(۳) ابوداؤد، سلیمان بن داؤد الطیالسیؒ (م ۲۰۴ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم

۲۲۵۰)

(۴) ابوالاحوص، سلام بن سلیم الکوفیؒ (م ۲۴۷ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، معتقن، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم

۲۷۰۳)

(۵) ابواسحاق السیمیؒ (م ۲۹۷ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۶) ابو حبیہ بن قیس صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۸۰۷۰)

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ لہذا اس کی سند حسن ہے۔ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

”إسناده متقارب“ اس روایت کی سند صحت کے قریب (یعنی حسن) ہے۔ (الدرایہ لابن حجر: ج ۱: ص ۲۸)

- ۴- ثقہ، جلیل، امام ابو عبیدہ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۷ھ) نے اپنی سند ”حدثنا قبيصة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي“ سے ”مسح برأسه ثلاثاً“ الفاظ نقل کئے ہیں۔ (حدیث سفیان الثوری للسرّی: ص ۵۶) [۱]
- ۵- امام طبرانی (م ۳۲۰ھ) نے بھی اپنی سند ”سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عثمان بن سعيد النخعي عن علي“ سے ”مسح رأسه ثلاثاً بماء واحد“ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ (کتاب الشاميين للطبرانی بحوالہ نصب الراية للزيلعي: ج ۱: ص ۳۳) [۲]

[۱] ثقہ، جلیل، امام ابو عبیدہ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قبيصة عن سفيان عن أبي إسحاق عن أبي حبة بن قيس عن علي رضي الله عنه أنه بدأ فغسل يديه ثلاثاً ثم مضمض واستنشق ثلاثاً ثم غسل وجهه ثلاثاً، ثم غسل قدميه ثلاثاً ثم مسح برأسه ثلاثاً ثم غسل يديه ثلاثاً، ثم قام قائماً فشرّب فضل الإناء، ثم قال: هكذا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتوضأ۔ (حدیث سفیان الثوری للسرّی: ص ۵۶)

سند کی تحقیق:

- (۱) ابو عبیدہ، السری بن یحییٰ (م ۲۷۷ھ) ثقہ، جلیل ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۴: ص ۲۶۶)
 - (۲) قبیصہ بن عقبہ السوائی (م ۱۵۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، امام، حافظ الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۵۱۳، سیر)
 - (۳) سفیان بن سعید ثوری (م ۱۶۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، حجت، امام، حافظ الحدیث اور فقیہ، عابد ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۴۴۵)
 - (۴) ابواسحاق السبیعی (م ۲۷۹ھ) اور
 - (۵) ابو حبیہ بن قیس وغیرہ کی توثیق گزر چکی۔
 - (۶) حضرت علیؑ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،
- لہذا یہ سند صحیح ہے۔

[۲] امام ابوالقاسم الطبرانی (م ۳۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي ثنا سليمان بن عبد الرحمن ثنا إسماعيل بن عياش عن عبد العزيز بن عبيد الله عن عمير بن سعيد النخعي عن علي أنه قال: ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قلنا: بلى، فأتى بطست من ماء فغسل كفيه ووجهه ثلاثاً ويديه إلى المرفقين ثلاثاً ثلاثاً ومسح رأسه ثلاثاً بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثاً بماء واحد وغسل رجليه ثلاثاً۔ (کتاب الشاميين للطبرانی بحوالہ نصب الراية للزيلعي: ج ۱: ص ۳۳)

سند کی تحقیق:

لہذا جب امام صاحبؒ کے متابع میں ”۵“ راوی موجود ہیں۔ تو اس روایت میں موجود الفاظ ”مسح برأسه ثلاثاً“ کو نقل کرنے میں ان پر تفرک الزام کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

خلاصہ یہ کہ یہ اعتراض غیر صحیح، باطل و مردود ہے۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر ۷: (حدیث: إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها۔۔۔ پر امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ کا اعتراض)

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

اسی طرح حدیث: إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها۔۔۔ آخ کو مرفوع بیان کرنے میں بھی امام صاحب سے وہم ہوا ہے اور ان کے دوسرے ساتھی اسے موقوف ہی بیان کرتے ہیں۔ (دارقطنی: ص ۱۳۳ طہند، ص ۵۷ ج ۳)، امام دارقطنیؒ اور امام ابن القطانؒ فرماتے ہیں کہ اس میں امام صاحب سے وہم ہوا ہے۔ (توضیح الکلام: ص ۹۳۵)

الجواب:

سند کی تحقیق:

- (۱) امام ابوالقاسم الطبرانی (م ۳۶۰ھ) مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰)
- (۲) الحسن بن علی بن خلف الدمشقی (م ۲۸۹ھ) بھی ثقہ یا کم از کم صدوق ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲۰: ص ۲۷۱، مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۶۱۳، مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸، نیز دیکھئے: ص ۲۵)
- (۳) سعید بن عبد الرحمن بن عیسیٰ الدمشقی (م ۲۳۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۲۵۸۵)
- (۴) اسماعیل بن عیاش (م ۱۸۲ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۷۳)
- (۵) عبد العزیز بن عبید اللہ بن حمزہ الشامی الحمصیؒ اگرچہ ضعیف ہے، لیکن متابع میں قابل ذکر ہے۔ (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: ج ۵: ص ۳۸۷-۳۸۸)

(۶) عمیر بن سعید النخعی (م ۱۵۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۱۸۲)

نوٹ:

نصب الراية للربيعي کے مطبوعہ نسخہ میں عمیر بن سعید کے بجائے عثمان بن سعید آگیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ مسند الشامیین للطبرانی میں یہی روایت میں عمیر بن سعید النخعی لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۷) حضرت علیؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت متابعت کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

اس کا جواب کئی ائمہ محدثین اور حفاظ کرام دے چکے ہیں۔ چنانچہ

(۱) حافظ ابو محمد الزلیعی (م ۶۲۲ھ) نے کہا:

قلت: أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيع عن عبد الله بن عمرو، ورفع الحديث، قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا، انتهى. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "مكة حرام، حرمة الله لا تحل بيع رباعها، ولا إجارة بيوتها۔

میں کہتے ہوں کہ اس حدیث ”إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها“ کو امام دارقطنی نے کتاب الحج کے آخر میں ”عن أيمن بن نابل عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيع عن عبد الله بن عمرو“ کی سند مرفوعاً نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے مکہ کے کسی گھر کا کرایا کھایا، اس نے سود کھایا۔ [۱] اور حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اپنی سند سے ”حدثنا أبو

(۱) اس روایت کو حافظ ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) اس سند و متن کے ساتھ نقل کیا ہے:

قال الدارقطني ثنا عثمان بن أحمد الدقاق، نا إسحاق بن إبراهيم الختلي، نا محمد بن أبي السري، نا المعتمر بن سليمان، عن أيمن بن نابل، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيع، عن عبد الله بن عمرو، ورفع الحديث قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل نارا۔ (السنن للدارقطني: ج ۳: ص ۴۳، حدیث نمبر ۲۷۸۷) سند کی تحقیق:

(۱) حافظ ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ ان کی توثیق گزر چکی۔

(۲) عثمان بن احمد، ابوعمر و السامک الدقاق (م ۳۴۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۷۵)

(۳) اسحاق بن ابراہیم الختلی (م ۲۸۴ھ) کو حافظ خطیب بغدادی نے ثقہ کہا۔ ابوعبد اللہ الحاکم، حافظ ابوعوانہ کے نزدیک بھی وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔ (لسان المیزان: ج ۲: ص ۳۵، المستدرک للحاکم: ج ۳: ص ۲۳۲، حدیث نمبر ۴۹۳۸، صحیح ابی عوانہ: ج ۵: ص ۱۳۰، طبع جامع اسلامیہ)، شیخ محمد بن عمرو بن عبد اللطیف الشافعی کہتے ہیں کہ وہ مختلف فیہ راوی ہے۔ (أحادیث ومرویات فی المیزان ۱ - حدیث قلب القرآن یس: ص ۸۸)، لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۴) محمد بن ابی السری المویکل العسقلانی (م ۲۳۸ھ) سنن ابوداؤد کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۲۶۳)

(۵) معتمر بن سلیمان (م ۱۷۷ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۷۸۵)

معاوية عن الأعمش عن مجاهد“ مجاہد سے مرسل نقل کیا [۱] کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیچ کرنا حلال نہیں ہے اور ان کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔ (نصب الراية: ج ۴: ص ۲۶۵)

(۲) حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ

وقد رفعه أيمن ابن أم نابل عن عبيد الله بن أبي زياد أيضا فلم ينفر دأبو حنيفة برفعه آخر جه الدار قطني أيضا في أواخر الحج وله طريق أخرى أخرجه الدار قطني والحاكم من رواية إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو رفعه مكة مناخ لا تباع رباعها ولا تؤاجر بيوتها وإسماعيل قال البخاري منكر الحديث وفي

- (۶) أيمن بن نابل المكيّ بھی ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۵۹۷)
- (۷) عبيد الله بن أبي زياد المكيّ (م ۱۵۰ھ) بھی صدوق ہیں۔ (التاريخ الكبير للبخاري: ج ۵: ص ۳۸۲)
- (۸) ابونجیح المكيّ (م ۱۰۹ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۸۰۵)
- (۹) عبد الله بن عمرو بن العاص (م ۱۵۲ھ) مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (تاريخ الاسلام)
- لہذا یہ سند حسن ہے۔

نوٹ:

السنن للدارقطني کے مطبوعہ نسخہ میں ”ایمن بن نابل“ کے بجائے ”ابن اسرائیل“ اور ”ابی نجیح“ کے بجائے ”ابن ابی نجیح“ آ گیا ہے۔ جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ کیونکہ حافظ الزلیعی (م ۶۱۲ھ)، محدث عینی (م ۵۵۵ھ) نے یہی روایت کو ”السنن للدارقطني“ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے ”ایمن بن نابل“ اور ”ابی نجیح“ ہی ذکر کیا ہے۔ لہذا صحیح ”ایمن بن نابل“ اور ”ابی نجیح“ ہے۔ واللہ اعلم

[۱] اس سند کے تمام روایات یعنی حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ)، حافظ ابو معاویہ الضری (م ۱۹۵ھ)، حافظ الأعمش (م ۱۴۸ھ)، امام مجاہد (م ۱۰۴ھ) مشہور ائمہ ثقہات ہیں۔ لہذا یہ سند صحیح مرسل ہے۔ اور مرسل سے ترجیح حاصل کرنا جائز اور صحیح ہے۔ جیسا کہ حافظ المشرق، خطیب بغدادی (م ۶۱۳ھ)، امام نووی (م ۷۶۷ھ)، حافظ زکشی (م ۹۴۷ھ)، حافظ ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) وغیرہ نے صراحت نقل کی ہے۔ (الکفایۃ للخطیب: ص ۴۰۵، المجموع للنووی: ج ۱: ص ۶۱، البحر المحیط للزکشی: ج ۶: ص ۳۶۴، المقنع لابن الملقن: ج ۱: ص ۱۳۶، انوار الطريق للشیخ زبیر علی زئی: ص ۸)، خلاصہ یہ کہ اس مرسل روایت سے بھی امام صاحب کی حدیث کا مرفوع ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ:

دیگر متصل طریق کی وجہ سے، اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اس روایت کو امام مجاہد (م ۱۰۴ھ) نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص (م ۱۵۲ھ) سے روایت کر کے، پھر ان سے ارسال کیا ہو۔ واللہ اعلم (دیکھئے ص: ۳۳)

ترجمتہ آخر جہ ابن عدی والعقيلي في الضعفاء۔

حدیث ”إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها“ کو یمن ابن ام نابل نے بھی عبید اللہ بن ابی زیاد سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ جس کو امام دارقطنی نے کتاب الحج کے آخر میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) اس حدیث کو مرفوع بیان کرنے میں منفر و نہیں ہیں۔ اس حدیث کا ایک طریق ہے جس کو دارقطنی، ابو عبد اللہ الحاکم نے ”إسماعيل ابن مهاجر عن أبيه عن عبد الله بن باباه عن عبد الله بن عمرو“ کی سند [۱] سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ”مكة مناخ لا تبعع رباعها ولا تؤاجر بيوتها“ مکہ اترنے کی جگہ ہے، لہذا مکہ کے مکانات کی نہ بیع کی جائے گی اور نہ اس کو اجرت پر دیا جائے گا۔ اور اسماعیل بن مہاجر کے

(۱) اس روایت کی مکمل سند مع متن درج ذیل ہیں:

قال الدارقطني ثنا الحسين بن إسماعيل، نا أحمد بن محمد بن يحيى بن سعيد، نا عبد الله بن نمير، نا إسماعيل بن إبراهيم بن مهاجر، عن أبيه، عن عبد الله بن باباه، عن عبد الله بن عمرو، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مكة مناخ لا تبعع رباعها ولا تؤاجر بيوتها» (السنن للدارقطني: ج ۴ ص ۱۳، حدیث نمبر ۳۰۱۸) سند کی تحقیق:

- (۱) امام ابو الحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی۔
- (۲) الحسین بن اسماعیل الحمالی (م ۳۳۰ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۴۰۲)
- (۳) احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان (م ۱۹۸ھ) سنن ابن ماجہ کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۰۶)
- (۴) عبد اللہ بن نمیر (م ۱۹۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، صاحب حدیث ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۶۶۸)
- (۵) اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر اور ان کے والد
- (۶) ابراہیم بن مہاجر، اگرچہ یہ دونوں متکلم فیہ راوی ہیں۔
- لیکن امام ابو حاتم الرازی (م ۲۷۷ھ)، امام حاکم (م ۲۰۵ھ) وغیرہ ان دونوں کو متابعات و شواہد کی صورت میں قابل ذکر مانتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱ ص ۲۷۹، المستدرک للحاکم: حدیث نمبر ۲۳۲۶)، لہذا اس روایت میں ان دونوں پر جرح فضول ہے۔
- (۷) عبد اللہ بن باباہ المکی صحیح مسلم و سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۲۲۰)
- (۸) عبد اللہ بن عمرو بن العاص (م ۱۵۶ھ) مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ (تاریخ الاسلام، اور امام حاکم (م ۲۰۵ھ) نے اس سند کو متابعات کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرک للحاکم: ج ۲ ص ۲۶۱، حدیث نمبر ۲۳۲۶) واللہ اعلم

ترجمہ میں جس کو ابن عدی اور عقیلی نے ذکر کیا ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ اسماعیل منکر الحدیث ہے۔ (الداریمہ لابن حجر: ج ۲: ص ۲۳۶)

(۳) حافظ قاسم بن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) نے کہا:

قلت: الوهم ممن دون اصحاب ابی حنیفہ فقد قدمناہ من متن اثار محمد بن الحسن علی الصواب ولم اقف علی نسخه من الآثار فیہا ابن ابی یزید، اما الوجه الآخر فمردود بتوثیق ابی حنیفہ عن ائمتہم کما قدمناہ فی الصلاۃ، فلیس ہو بدون عیسیٰ بن یونس، محمد بن ربیعہ، کیف ومن شرطہ دوام الحفظ من حین السماع الی وقت الاداء، وقد روی احمد بن منیع ثنا ہشیم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبد اللہ بن عمرو قال: نہی عن اجر بیوت مکہ، وعن بیع رباعہا۔ وروی ابن ابی شیبہ حدثنا أبو معاویۃ عن الأعمش عن مجاہد، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "مکة حرام، حرما اللہ لا تحل بیع رباعہا، ولا إجارة بیوتہا۔"

میں کہتا ہوں کہ وہم اصحاب ابی حنیفہ کے نیچے کے روایات سے ہوا ہے اور جیسا کہ ہم امام محمد کی کتاب الآثار سے صحیح متن نقل کیا ہے اور مجھے کتاب الآثار کا ایسا نسخہ نہیں ملا، جس میں ابن ابی یزید ہو۔ رہا دوسرا اعتراض تو وہ مردود ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ کی ائمہ محدثین نے توثیق کی ہے جیسا کہ ہم نے کتاب الصلاۃ میں نقل کیا ہے۔ لہذا امام صاحب عیسیٰ بن یونس اور محمد بن ربیعہ سے (حافظ میں) کم نہیں ہیں اور وہ حافظہ میں کیسے کم ہو سکتے ہیں کہ جب کہ ان کے نزدیک راوی کا دوام الحفظ ہونا (یعنی راوی کی روایت یاد رہنا) شرط ہے سماع روایت سے لیکر اس کے بیان کرنے تک اور حافظ احمد بن منیع نے "ثنا ہشیم ثنا الحجاج عن عطاء عن عبد اللہ بن عمرو" [۱] کی سند سے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے گھروں کی فروخت اور ان کے کرایوں سے منع کیا گیا

(۱) اس سند کے بھی تمام روایات یعنی حافظ احمد بن منیع (م ۲۴۲ھ)، حافظ ہشیم بن بشیر (م ۱۸۳ھ)، عطاء بن ابی رباح (م ۱۴۲ھ)، عبد اللہ بن عمرو العاص (م ۷۵ھ) ثقہ ہیں۔ سوائے حجاج بن ارطاء (م ۴۵ھ) کے، ان پر کلام ان کی تدلیس کی وجہ سے کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض ائمہ نے کہا کہ جب وہ سماع کی تصریح کریں، تو وہ صالح الحدیث ہونگے، ورنہ نہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۱۹۶، الکاشف للذہبی، اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۳۸۶-۳۸۹)، اور اس روایت میں حجاج نے سماع کی تصریح نہیں کی، مگر چونکہ ان کے متابع وشواہد موجود ہے، جیسا کہ گزر چکا، لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں اور ان پر تدلیس کا الزام مردود ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

"نہی عن اجر بیوت مکہ" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ روایت مرفوع حکمی ہے۔

مزید متابعات:

ہے۔ حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اپنی سند سے ”حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن مجاهد“ مجاہد سے مرسل نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مکہ حرمت والی جگہ ہے، اللہ نے اس کی حرمت بیان کی ہے، اس کے گھروں کی بیچ کرنا حلال نہیں

ایمن بن نابلؒ، الأعمشؒ (م ۲۹۹ھ)، ابراہیم بن مہاجرؒ، حجاج بن ارطاءؒ (م ۲۵۵ھ)، کے علاوہ، امام ابو حنیفہؒ (م ۲۵۰ھ) کے اور بھی متابع موجود ہیں۔

متابع نمبر ”۵“ اور ”۶“:

چنانچہ امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ

ثنا الحسين بن إسماعيل، ناسعيد بن يحيى الأموي، ناعيسى بن يونس، ناعبيد الله بن أبي زياد، حدثني أبو نجيع، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أنه قال: إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه ناراً۔

ثنا ابن مبشر، نامحمد بن حرب، نامحمد بن ربيعة، ناعبيد الله بن أبي زياد، سمع أبا نجيع، قال: قال عبد الله بن عمرو: "إن الذين يأكلون أجور بيوت مكة، مثله۔ (السنن للدارقطني: ج ۴: ص ۱۳، حديث نمبر ۳۰۱۶)

پہلی سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ)، امام الحسین بن اسماعیل الحمالیؒ (م ۳۳۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔ سعید بن یحییٰ الامویؒ (م ۲۴۹ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۲۴۱۵)، عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق السبئیؒ (م ۱۹۱ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، مامون ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۳۴۱)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی، لہذا یہ سند حسن ہے۔

دوسری سند کی تحقیق:

امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کی توثیق گزر چکی، علی بن عبد اللہ بن مبشر، ابوالحسن الواسطیؒ (م ۲۲۴ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (الدلیل المغنی)، محمد بن الحرب نشائیؒ (م ۲۵۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۸۰۴)، محمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ) سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۸۷۷)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی۔

لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔ واللہ اعلم

متابع نمبر ۷:

ثقة، امام، ابوالولید، محمد بن عبد اللہ بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثني جدي، حدثنا مسلم بن خالد الزنجي، عن عبيد الله بن أبي زياد، عن أبي نجيع، عن عبد الله بن عمرو بن

العاص، قال: من أكل كراء بيوت مكة فإنما يأكل في بطنه ناراً۔ (انخبار مكة للازرقی: ج ۲: ص ۱۶۳)

ہے اور ان کو کرایہ پر دینا درست نہیں۔ (التعریف والاخبار للقاظم: ج ۵: ص ۲۳۸۳، ت شیخ محمد یعقوبی) [۱]
 (۴) مشہور امام، محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے، البتہ انہوں نے ایک جواب یہ بھی دیا ہے کہ ثقہ روایت نے اس حدیث ”إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها“ کو مرفوع بیان کیا ہے، اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہذا ثقہات کا مرفوعاً بیان کرنا صحیح ہے۔ خاص طور سے جب کہ زیادتی بیان کرنے والے امام ابو حنیفہؒ کی طرح امام ہو۔ محدث بدرالدین العینیؒ (م ۸۵۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

قلت: أخرجه الدارقطني في آخر الحج عن أيمن بن نابل، عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجيع، عن عبيد الله بن عمر، ورفع الحديث. قال: من أكل كراء بيوت مكة أكل الربا. وروى ابن أبي شيبة في مصنفه حدثنا أبو معاوية عن الأعمش، عن مجاهد قال: قال رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مكة حرام حرماها الله، لا يحل بيع رباعها، ولا إجارة

سند کی تحقیق:

امام ابوالولید، محمد بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الولید الازرقیؒ (م ۲۵۰ھ) ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۸: ص ۴۰۱، الاعلام للزرکلی: ج ۶: ص ۲۲۲)، ان کے دادا احمد بن محمد بن الولید بن عقبہ الازرقیؒ (م ۲۲۲ھ) صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۰۴)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ) حسن الحدیث ہیں۔ (الاکامل: ج ۸: ص ۱۱، مجلہ الاجماع: ش ۳)، باقی روایت کی توثیق گزر چکی۔ لہذا یہ سند بھی حسن ہے۔

نوٹ:

مطبوعہ نسخہ میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے ”ابی نجیح“ کے بجائے ”ابن ابی نجیح“ آ گیا ہے۔

اہم وضاحت:

اس روایت میں عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (م ۶۵ھ) کا قول ”إن الذي يأكل كراء بيوت مكة إنما يأكل في بطنه ناراً“ صاف طور سے بتا رہا ہے کہ یہ روایت مرفوع تقریری ہے۔ کیونکہ یہ وعید صحابی اپنی رائے سے نہیں کہے سکتے۔ لہذا احمد بن ربیعہ الکلابیؒ (م بعد ۱۹۰ھ)، عیسیٰ بن یونسؒ (م ۱۹۱ھ)، مسلم بن خالد الزنجیؒ (م ۱۸۰ھ)، وغیرہ کی روایت بھی، امام صاحبؒ کی حدیث ”إن الله حرم مكة، فحرام بيع رباعها“ کے مرفوع ہونے کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ: (۱)

التعریف والاخبار للقاظم بن قطلوبغا کے مطبوعہ نسخہ میں ”ولم أقف على نسخة من الآثار فيها ابن أبي يزيد“ کے بجائے ”ولم أقف على نسخة من الآثار فيها ابن أبي زياد“ آ گیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ سیاق و سباق دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

بیوتھا۔ حدثنا معتمر بن سليمان، عن ليث، عن مجاهد، وعطاء، وطاوس: كانوا يكرهون أن يباع شيء من ربا ع مكة، وأما قول الدارقطني: هكذا رواه أبو حنيفة، ورواه في موضعين غير صحيح ولا مسلم، لأن محمدا - رَحِمَهُ اللهُ - رواه في "الآثار" عن أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللهُ - عن عبيد الله بن أبي زياد عن أبي نجیح، عن عبد الله بن عمرو، به، وليس فيه وهم، وبهذا أيضا سقط كلام ابن القطان حيث نسب الوهم إلى محمد بن الحسن.

وأما قوله: والثاني في رفعه والصحيح موقوف، فمردود أيضا لأن رفع الثقات صحيح، ولا سيما مثل هذا الإمام. وأما قول ابن القطان: وعلته ضعف أبي حنيفة - رَحِمَهُ اللهُ - فإساءة أدب، وقلة حياء منه، فإن مثل الإمام الثوري، وابن المبارك وأضرابهما وثقوه وأثنوا عليه خيرا، فما مقدار من يضعفه عند هؤلاء الأعلام الأشران، وقد أشبعنا الكلام فيه، وفي مناقبه التي جمعناها في "تاريخنا الكبير" - (البنائيه شرح هداية: ج ۱۲: ص ۲۲۸-۲۲۹)

لهذا الامام دارقطنی (م ۳۸۵ھ)، امام ابن القطان (م ۲۸۸ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۸: (امام صاحب سے مروی حدیث جبریل پر امام مسلم، امام ابو زرعہ کا اعتراض)

اثری صاحب امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کرتے ہیں کہ امام مسلم ایک حدیث پر بحث کے دوران میں لکھتے ہیں کہ ابوسنان عن علقمہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ ہیں کہ جبریل آئے اور انھوں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ”شرائع اسلام“ کے بارے میں سوال کروں، تو یہ زیادتی مختلف ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ الفاظ (شرائع الاسلام) چند لوگوں نے مثل نعمان بن ثابت اور سعید بن سنان اور جو ان کی طرح مرجی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ کیے ہیں اور اس سے ان کا مقصد اپنے مسئلہ ایمان کی تصویب و تائید ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے نصیب میں کمزوری اور حق سے دوری آئی ہے، جب کہ انھوں نے ایسے الفاظ روایت کیے ہیں جو اہل علم سے مروی نہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۳۱)

پھر اثری صاحب نے ابو زرعہ الرازی (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض نقل کیا کہ امام ابو زرعہ نے بھی امام ابو حنیفہؒ کی اس روایت پر

نقد کیا ہے۔ (ایضاً)

الجواب:

امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ

قال (أبو حنيفة) (عن) علقمة بن مرثد (عن) يحيى بن يعمر قال بينما أنا مع صاحب لي بمدينة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إذ بصرنا بعبد الله بن عمر فقلت لصاحبي هل لك أن تأتني فتسألني عن القدر قال نعم قلت دعني

حتى أكون أنا الذي أسأله فإنه أعرف بي منك قال فانتبهنا إلى عبد الله بن عمر فسلمنا عليه وقعدنا إليه فقلنا له يا أبا عبد الرحمن إنا نتقلب في هذه الأرض فر بما قدمنا البلدة بها قوم يقولون لا قدر فبما نرد عليهم فقال أبلغهم أني منهم بريء ولو أني وجدت أعواناً لجاهدتهم ثم أنشأ يحدثنا قال بينما نحن مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ومعه رهط من أصحابه إذ أقبل شاب جميل أبيض حسن اللمة طيب الريح عليه ثياب بيض فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليكم قال فرد عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورددنا معه فقال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا دنوة أو دنوتين ثم قام موقراً له ثم قال ادنو يا رسول الله قال ادن فدنا حتى ألصق ركبتيه بركبتي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال أخبرني عن الإيمان فقال الإيمان أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله ولقائه واليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله تعالى فقال صدقت فتعجبنا من تصديقه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقوله صدقت كأنه يعلم ثم قال فأخبرني عن شرائع الإسلام ما هي قال إقام الصلاة وإيتاء الزكاة وحج البيت وصوم رمضان والاعتسال من الجنابة قال صدقت فتعجبنا من قوله صدقت قال فأخبرني عن الإحسان ما هو قال الإحسان أن تعمل لله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك قال فإذا فعلت ذلك فأنا محسن قال نعم قال صدقت قال فأخبرني عن الساعة متى هي قال ما المسئول عنها بأعلم من السائل ولكن لها أشراطاً فهي من الخمس التي استأثر الله تعالى بها فقال {إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير} قال صدقت ثم انصرف ونحن نراه إذ قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم علي بالرجل فقمنا في أثره فمنا ندرى أين توجه ولا رأينا له شيئاً فذكرنا ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال هذا جبرئيل أتاكم يعلمكم معالم دينكم والله ما أتاني في صورة إلا وأنا أعرفه فيها إلا هذه الصورة۔ (بحواله جامع المسانيد للبخاري ج ۱: ص ۱۷۳-۱۷۷، ۱۷۸)

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی اس روایت پر امام ابو زرعہؒ (م ۲۶۴ھ) اعتراض کرتے ہیں کہ اس روایت میں ”شرائع الاسلام“ کا اضافہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنان کا وہم ہے۔ (ابو زرعہ الرازی و جہودہ فی السنۃ النبویۃ ج ۲: ص ۷۲۰-۷۲۲)، اور امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) یہ کہتے ہیں کہ اس روایت میں موجود الفاظ ”شرائع الاسلام“ مرجعہ کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتے، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں اعتراض غیر صحیح ہیں۔

(۱) امام زرعہ الرازیؒ (م ۲۶۴ھ) کے اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)، سعید بن سنان کے علاوہ ثقہ، شیخ الحرم، عبدالعزیز بن ابی روادؒ (م ۱۵۹ھ)، صدوق راوی جراح بن ضحاک وغیرہ نے بھی کہ اس روایت میں ”شرائع

الاسلام“ کا اضافہ بیان کیا ہے۔ (کتاب الضعفاء الکبیر للعقلمی: ج ۳: ص ۸، حلیۃ الاولیاء: ج ۸: ص ۲۰۲)، لہذا امام ابو زرہؒ کا اعتراض صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ زیادتی ثقات نے بیان کی ہے، اور ثقات کی زیادتی مقبول اور صحیح ہوتی ہے۔

(۲) امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ صدوق راوی جراح بن ضحاکؒ نے بھی ”شرائع الاسلام“ کے الفاظ کی زیادتی بیان کی ہے۔ (کتاب الضعفاء الکبیر للعقلمی: ج ۳: ص ۸) اور ان پر کسی معتدل امام نے مرجحہ ہونے کی جرح نہیں کی۔ لہذا امام مسلمؒ کا اعتراض بھی صحیح نہیں ہے۔ [۱] پھر امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) کا امام صاحبؒ (م ۵۰۵ھ) کو مرجحہ کہنا بھی غیر صحیح ہے۔ نیز اثری صاحب سے سوال ہے کہ جب اس روایت میں موجود الفاظ ”شرائع الاسلام“ کو نقل کرنے میں امام ابو حنیفہؒ (م ۵۰۵ھ) کے متابع میں ”۳، ۳“ ثقہ، صدوق روات موجود ہیں، تو ان پر اعتراض کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟؟؟

خلاصہ یہ کہ امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ)، امام ابو زرہؒ الرازیؒ (م ۲۶۲ھ) کا یہ اعتراض غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۹: (امام سفیان ثوریؒ (م ۲۶۱ھ) کا اعتراض)

ابن عباسؓ کی مرتدہ کے ایک روایت کے بارے میں اثری صاحب امام سفیان ثوریؒ (م ۲۶۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں، کسی ثقہ نے ان کی متابعت نہیں کی۔ (توضیح الکلام: ص ۹۴۱)

الجواب:

ثقلہ، حجت، حافظ الحدیث، امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو حنيفة، عن عاصم بن أبي النجود، عن أبي رزين، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا تقتل النساء إذا ارتددن عن الإسلام، ويحبون عليه۔ (کتاب الآثار للامام محمد: ج ۲: ص ۵۱۴)

اس روایت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ (م ۲۶۱ھ) کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ اسے بیان کرنے میں منفرد ہیں۔ کسی ثقہ نے ان کی متابعت نہیں کی، جیسا کہ اثری صاحب نے نقل کیا ہے۔

ثقلہ، حافظ کا تفرؤ مضمر نہیں ہے، بلکہ ثقہ کا اوثق کی ”مخالفت کرنا“ مضمر ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ابن عباسؓ کی مرتدہ کی یہی روایت خود امام سفیان ثوریؒ (م ۲۶۱ھ) نے بھی امام صاحبؒ (م ۵۰۵ھ) سے نقل کی ہے، لہذا ان کا یہ اعتراض کمزور معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر عاصم بن ابی النجودؒ (م ۲۸۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۵۰۵ھ) منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی

(۱) ثقہ، حافظ، امام ابو جعفر العقلمیؒ (م ۲۲۲ھ) نے جراح بن ضحاکؒ کو مرجحہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ امام عقلمیؒ (م ۲۲۲ھ) تشدد میں مشہور و معروف ہیں۔ لہذا ان کا جراح بن ضحاکؒ کو مرجحہ قرار دینا غیر صحیح ہے۔ واللہ اعلم

طرح یہی روایت ابو مالک النخعی، عبدالملک بن حسینؒ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ثقہ، حافظ الحدیث، امام ابوالحسن الدار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) نے کہا:

نأحمد بن إسحاق بن بھلول، نأبی، نأطلق بن غنام، عن أبي مالك النخعي، عن عاصم بن أبي النجود، عن أبي رزین، عن ابن عباس، قال: المرتدة عن الإسلام، تحبس ولا تقتل۔ (سنن الدار قطنی: ج ۴: ص ۱۲۷، حدیث نمبر [۲۱۳] [۱])

لہذا عاصم بن ابی النجودؒ (م ۲۸۸ھ) سے یہ روایت نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۵۰۱ھ) منفرذ نہیں ہیں، کیونکہ ابو مالک النخعی، عبدالملک بن حسینؒ صدوق عند المتابعات ہیں۔ [۲] واللہ اعلم

(۱) سند کی تحقیق:

امام ابوالحسن الدار قطنیؒ (م ۳۸۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ ان کے شیخ احمد بن اسحاق بن بھلول التنوخیؒ (م ۳۱۸ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۹۱)، ان کے والد اسحاق بن بھلول التنوخیؒ (م ۲۵۲ھ) بھی ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۷۷)، طلق بن غنامؒ (م ۱۱۲ھ) صحیح بخاری اور سنن اربع کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۳۰۴۳)، ابو مالک النخعی، عبدالملک بن حسینؒ پر کلام ہے۔ لیکن ان کے بارے میں حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا کہ ”أبو مالك النخعي له أحاديث حسان وعامتها، لا يتابع عليها“ ان کی کچھ احادیث حسن ہے اور عام طور سے ان کی روایات کی متابعات نہیں کی گئی۔ (اکال: ج ۶: ص ۵۲۸)،

یعنی متابعات کی صورت میں ان کی احادیث مقبول و حسن ہوگی۔ اور اس روایت میں ان کی متابع میں ثقہ، حافظ، ثبت، امام ابو حنیفہؒ (م ۵۰۴ھ) موجود ہے۔ لہذا اس روایت میں وہ صدوق ہیں۔ واللہ اعلم

عاصم بن ابی النجودؒ (م ۲۸۸ھ) صحیحین کے راوی اور حسن الحدیث ہیں۔ (تحریر تقریب العہدیب: رقم ۳۰۵۴)، ابورزین، مسعود بن مالک الاسدی الکوفیؒ (م ۸۵۳ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۶۱۲)، ابوالعباس، عبداللہ بن عباسؒ (م ۶۸ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لہذا یہ روایت متابع کی وجہ سے حسن ہے۔

(۲) اثری صاحب کہتے ہیں کہ اس روایت میں ابو مالک النخعی ضعیف ہے۔ (حاشیہ توضیح: ص ۹۴)، لیکن ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے ذکر کیا کہ ان کی بعض احادیث حسن ہے اور بعض میں ان کی متابعات نہیں کی گئی ہے۔ لہذا جب ان کی متابعات مل جائے، تو ان کی حدیث حسن ہوگی۔ لہذا متابع کی صورت میں ان پر کلام مردود ہے۔

اور مشہور حافظ الحدیث، امام قاسم بن قطلوبغا (م ۷۹۷ھ) نے کہا:

”وقد قالوا محل هذا إذا لم يكن المرفوع عامًا، وهنا المرفوع عام، فأنتي يستقيم، والله أعلم“

وہ کہتے ہیں کہ اس کا محل اس وقت ہے جبکہ مرفوع عام نہ ہو، حالانکہ یہاں مرفوع عام ہے، پس یہ کیسے درست ہو سکتا

ہے۔ (تخریج احادیث البردوی: ص ۷۵)

نوٹ نمبر ۱:

قارئین! ان جوابات سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا، کہ اثری صاحب نے محض ائمہ محدثین کی تقلید میں امام صاحبؒ (م ۵۰۷ھ) پر اعتراضات نقل کئے ہیں، اگر ذرا سی تحقیق فرمالیتے، تو شاید امام صاحبؒ (م ۵۰۷ھ) کی روایات پر اس طرح سے اعتراضات نہ کرتے۔

نوٹ نمبر ۲:

اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث ”من كان له امام“ کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کا کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۴۵)

الجواب:

امام صاحبؒ (م ۵۰۷ھ)، کی روایات پر، مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعديل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئیں گے، نیز حافظ ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ) اور دیگر ائمہ کے کلام کا مفصل جواب بھی انشاء اللہ اگلے شمارے میں آئے گا، انشاء اللہ العزیز

نیز ضعیف روایت سے تائید حاصل کرنا، امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، حافظ المشرق، خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ)، امام نوویؒ (م ۷۶۷ھ) وغیرہ کے نزدیک درست و صحیح ہے، جیسا کہ گزر چکا، اور اثری صاحب نے یہی بات امام بیہقیؒ (م ۵۵۸ھ) سے بھی نقل کیا ہے۔ (مجلہ الاجماع: ش ۱۱: ص ۳۳)



الاجماع

دوماہی مجلہ



* امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب) [قسط ۲] * امام ابو حنیفہؒ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ [قسط ۵] * کیا عبد اللہ بن المبارکؒ (م ۱۸۱ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو آخری عمر میں ترک کر دیا تھا؟؟ * امام سفیان ثوریؒ (م ۲۶۱ھ) بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی فضیلت کے قائل ہو گئے تھے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے اعتراضات کے جوابات۔ (اثری صاحب کو جواب) [قسط ۲]

- مولانا ندیر الدین قاسمی

محترم ارشاد الحق اثری صاحب نے حدیث ”من كان له امام۔۔“ کے تحت ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، شہنشاہ الحدیث، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) پر محدثین کے حوالے سے کئی اعتراضات کئے ہیں، جن کو جوابات کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:
اعتراض نمبر ۱۰: (امام صاحب کی حدیث ”مفتاح الصلاة الوضوء“ پر امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا اعتراض)
اثری صاحب کہتے ہیں کہ

محدثین کے نزدیک صرف یہی ایک حدیث ”من كان له امام۔۔“ کے مرفوع بیان کرنے میں وہم نہیں ہوا، بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں، جیسا کہ امام ابن عدیؒ، ابن حبانؒ وغیرہ کے کلام گزر چکا ہے بلکہ امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے اس کی مزید مثالیں ذکر کی ہیں۔ (توضیح الکلام: ص ۹۴۵)

لہذا اب مشہور ثقہ، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعديل، امام ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کے اعتراضات کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ حافظ ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا أبو يعلى قال قرئ على بشر بن الوليد أخبركم أبو يوسف، عن أبي حنيفة، عن أبي سفيان قبل أن يلقاه يخبر، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم وفي كل ركعتين تسلم بعد التشهد [۱]، ولا تجزي صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها شيء زاد أبو حنيفة في هذا المتن وفي كل ركعتين تسلم۔

وقد رواه عن أبي سفيان أبو معاوية، وابن فضيل وزيد البكائي ومندل بن علي وحمزة الزيات وحسان

الكرماني وغيرهم فلم يذكروه۔ (الكامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۳-۲۴۴)

- الكامل لابن عدی کے تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت اسی طرح ہے، دیکھئے کامل لابن عدی: ج ۸: ص ۲۴۳، ت عادل احمد عبد الموجود - علي محمد معوض، الكامل لابن عدی: ج ۷: ص ۱۱، ت يحيى مختار غزاوي، الكامل لابن عدی: ج ۱۰: ص ۱۳۱، ت مازن محمد السوساوي۔ لیکن وہ تصحیف ہے، اور صحیح ”تسليم يعنى التشهد“ معلوم ہوتا ہے، کیونکہ کتاب الآثار لابن حنیفہ بروایت ابی یوسف: حدیث نمبر ۱ پر امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ) ہی کے طریق سے یہی روایت ”في كل ركعتين فسلم، يعني التشهد“ کے الفاظ کے

الجواب:

حالانکہ حدیث ”مفتاح الصلاة الوضوء“ میں موجود الفاظ ”وفي كل ركعتين تسليم“ کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) منفر دہیں ہیں، بلکہ کئی ثقہ روایات نے ان کی متابعت کی ہے۔ اور اس اعتراض کا جواب گویا امام، حافظ ابوبکر اللہبیؒ (م ۵۸ھ) نے دے دیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

أخبرنا أبو محمد عبد الله بن يوسف الأصبهاني، أنا أبو سعيد الأعرابي، ثنا سعدان بن نصر، ثنا أبو معاوية، عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد، أراه رفعه، شك أبو معاوية، قال: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمه- [۱]

تابعه أبو حنيفة ومحمد بن فضيل وحمزة الزيات وأبو مالك النخعي وغيرهم، عن أبي سفيان، وقالوا: عن النبي - صلى الله عليه وسلم -، ولم يشكوا في رفعه۔

(جس کا خلاصہ یہ کہ) کہ حدیث ”مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وفي كل ركعتين تسليمه“ کو ابوسفیان السعدیؒ سے نقل کرنے میں ابومعاویہ الضریؒ (م ۹۵ھ) کے متابع میں امام صاحبؒ (م ۵۰ھ)،

ساتھ موجود ہے، اسی طرح امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ)، امام ابوعبد الرحمن المقرئؒ (م ۲۱۳ھ)، امام بنی بن ابراہیمؒ (م ۲۱۵ھ)، امام حسن بن زیادؒ (م ۲۰۴ھ) وغیرہ نے بھی امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) سے ”یعنی التشهد“ کے لفظ نقل کئے ہیں۔ (کتاب الآثار لابن حنیفہ بروایت محمد: حدیث نمبر ۴، مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۱۳۰، مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۱: ص ۲۲۸، مسند ابی حنیفہ لابن خسر: ج ۲: ص ۴۹۰)، لہذا صحیح ”یعنی التشهد“ ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم

(۱) اس روایت کے تمام روایات ثقہ یا صدوق ہیں۔ امام ابوبکر اللہبیؒ (م ۵۸ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ ان کے شیخ ابومحمد، عبد اللہ بن یوسف الاصبہانیؒ (م ۵۹ھ) ثقہ، صالح، محدث ہیں۔ (الروض الباسم: ج ۱: ص ۶۲۶)، ابوسعید الاعرابیؒ (م ۳۲ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور صاحب التصنیفات ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۲: ص ۱۶)، سعدان بن نصرؒ (م ۶۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (کتاب الثقات للقاظم: ج ۴: ص ۴۵۶)، ابومعاویہ الضریؒ (م ۹۵ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تقریب: رقم ۵۸۴، نیز دیکھئے)، لہذا یہ سند ابومعاویہ الضریؒ (م ۹۵ھ) سے ثابت بھی ہے اور مرفوع بھی ہے، جیسا کہ امام بیہقیؒ (م ۵۸ھ) نے اشارہ کیا ہے۔

حمزة الزيات (م ۱۵۸ھ)، محمد بن فضیل الضبی (م ۱۹۵ھ)، ابوماک النخعی وغیرہ موجود ہیں۔ (الخلافات للبیہقی: ج ۲: ۷۰) [۱]

(۱) محمد بن فضیل الضبی (م ۱۹۵ھ) کی روایت کو خود حافظ ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ ”حدثنا الفضل بن الحباب، حدثنا محمد بن عبد الله الخزاعي، حدثنا محمد بن فضيل عن أبي سفيان السعدي، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوضوء مفتاح الصلاة والتكبير تحريمها والتحليل تسليمها، ولا تجزى صلاة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها وسورة فريضة غيرها وفي كل ركعتين تسليمية يعني التشهد“۔ (الکامل لابن عدی: ج ۵: ص ۱۸۶)

سند کی تحقیق:

حافظ ابن عدی (م ۳۶۵ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں، ان کے شیخ الفضل بن الحباب (م ۳۰۵ھ) بھی مشہور ثقہ، مکشّر، امام ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۷: ص ۵۱۳)، محمد بن عبد اللہ بن عثمان الخزاز (م ۲۲۳ھ) سنن ابوداؤد و نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ محمد بن فضیل الضبی (م ۱۹۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۲۲)، لہذا یہ سند محمد بن فضیل الضبی (م ۱۹۵ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

صدوق عند المتابعات، راوی ابوماک النخعی کی روایت مع سند درج ذیل ہے:

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادی (م ۶۶۳ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو القاسم المحسن بن أحمد بن الحسين بن علي بن محمد بن يحيى بن عباد بن عبد الله بن الزبير بن العوام الأسدي بنيسابور قال حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم حدثنا الحسن بن مكرم حدثنا أبو النضر حدثنا أبو مالك النخعي عبد الملك بن حسين عن أبي سفيان الأعسم عن أبي نضرة عن أبي سعيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال مفتاح الصلاة الوضوء وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم وفي كل ركعتين تسليم وإذا ركع أحدكم فلا يذبح تذبيح الجزاء۔ (موضح الاوهام للخطيب: ج ۲: ص ۱۹۰)

سند کی تحقیق:

امام خطیب بغدادی (م ۶۶۳ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث بلکہ حافظ المشرق ہیں۔ ان کے شیخ ابوالقاسم، محسن بن احمد الاسدی صدوق ہیں۔ (المختب من کتاب السیاق لتاریخ النیسابور: ص ۴۹۴)، ابوالعباس الأصم (م ۳۶۶ھ) بھی مشہور ثقہ، حافظ الحدیث اور ثبت، امام ہیں۔ (الروض الباسم: ج ۲: ص ۱۲۷-۱۲۸)، الحسن بن کرم (م ۲۷۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۵۳۷، کتاب الثقات للقاسم: ج ۳: ص ۳۹۷)، ابوالنضر، ہاشم بن القاسم (م ۲۷۷ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ (تقریب: رقم ۷۲۵۶)، ابوماک النخعی کی تفصیل گزر چکی۔ (دیکھئے ص:)

نیز علی بن مسہرؒ (م ۱۸۹ھ)، مندل الکوفیؒ (م ۱۶۸ھ)، اسماعیل بن عیاشؒ (م ۱۸۲ھ) وغیرہ بھی امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) کے متابع موجود ہیں، چنانچہ حافظ ابویعلیٰ الموصلیؒ (م ۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

حدثنا عبد الغفار، حدثنا علي بن مسهر، عن أبي سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الوضوء، وتحريمها التكبير، وإحلالها التسليم، وفي كل ركعتين تسليم، ولا تجوز صلاة لا يقرأ فيها بفتحة الكتاب وشيء معها۔ (مسند ابی یعلی الموصلی: ج ۲: ص ۳۳۶، حدیث نمبر ۱۰۷۷) سند کی تحقیق:

ابویعلیٰ الموصلیؒ (م ۳۰ھ) مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۱۴۱)، عبد الغفار بن عبد اللہ بن زبیر الموصلیؒ (م ۲۳ھ) صدوق ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۶: ص ۳۹۸)، علی بن مسہر القرظیؒ (م ۱۸۹ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۴۸۰۰)، لہذا یہ روایت علی بن مسہرؒ (م ۱۸۹ھ) سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم - اور حافظ ابو جعفر العقلیؒ (م ۲۲ھ) نے کہا:

حدثنا عبد الله بن أحمد قال: حدثنا حسان بن حسان قال: حدثنا مندل قال: حدثنا أبو سفيان، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مفتاح الصلاة الطهور، وتحريمها التكبير، وتحليلها التسليم، وبين كل ركعتين تسليم، ولا يجزئ صلاة لا يقرأ فيها بأم القرآن وقرآن معها۔ (الضعفاء الكبير للعقلى: ج ۲: ص ۲۲۹) حافظ ابو جعفر العقلىؒ (م ۲۲ھ)، حافظ عبد اللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) دونوں مشہور ثقہ حفاظ میں سے ہیں۔ عبد اللہ کے شیخ حسان بن حسانؒ (م ۱۳ھ) صحیح بخاری کے راوی اور صدوق ہیں۔ (تقریب: رقم ۱۱۹۸)، مندل الکوفیؒ (م ۱۶۸ھ) متابعت میں مقبول ہیں۔ (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۶۸۸۳)، امام ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۲۰ھ) نے کہا:

حدثنا الحسن بن علي بن خلف الدمشقي، ثنا سليمان بن عبد الرحمن، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عبد العزيز بن عبيد الله، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد الخدري، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الطهور مفتاح الصلاة، والتكبير تحريمها، والتسليم تحليلها، وفي كل ركعتين سلام، ولا تصلى صلاة إلا بأم القرآن ومعها غيرها، وفي كل ركعتين تشهد وتسليم۔ (مسند الثميين للطبراني: ج ۲: ص ۲۸۹، حدیث نمبر ۱۳۶۰)، اس روایت کے تمام روایات کی تفصیل گزر چکی۔ (مجلہ الاجماع: ش ۲۱: ص ۳۱)، خلاصہ یہ کہ حدیث ”مفتاح الصلاة الوضوء“ میں موجود الفاظ ”وفي كل ركعتين تسليم“ کو ابوسفیان السعديؒ سے نقل کرنے میں امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) کی متابعت میں ایک جماعت موجود ہے، لہذا ابن عدیؒ (م ۳۶۵ھ) کا اعتراض غیر صحیح ہے۔

لہذا حدیث ”مفتاح الصلاة الوضوء“ میں موجود الفاظ ”وفي كل ركعتين تسليم“ کو ابوسفیان السعدی سے نقل کرنے میں امام صاحب (م ۵۰ھ) پر تفرک الزام غیر صحیح ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱: (امام صاحب سے مروی حدیث ”أكل ذبيحة امرأة“ کا اعتراض)

ثقة، حافظ الحدیث، صاحب الجرح والتعديل، امام ابن عدی (م ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ حدثنا عبدان، حدثنا زيد بن الحريش، حدثنا أبو همام الأهوازي عن مروان بن سالم، عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم أكل ذبيحة امرأة۔ قال الشيخ: لم يروه موصولا غير أبي حنيفة زاد فيه علقمة، وعبد الله والنبي عليه السلام وأما يرويه منصور ومغيرة وحماد عن إبراهيم قوله۔

امام ابو حنیفہ (م ۵۰ھ) نے ”عن حماد عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله“ کی سند سے حدیث ذکر کی کہ نبی ﷺ نے عورت کا ذبیحہ کھایا۔ لیکن امام ابو حنیفہ (م ۵۰ھ) کے علاوہ کسی نے اس روایت کو موصول نہیں بیان کیا ہے اور امام صاحب نے اس میں علقمہ، ابن مسعود اور نبی ﷺ کا اضافہ کیا ہے، جب کہ منصور، مغيرة، حماد نے یہ روایت ابراہیم الخثعمی سے مقطوعاً نقل کی ہے۔ (الکامل: ج ۸: ص ۲۴۲)

الجواب:

یہ روایت امام ابو حنیفہ (م ۵۰ھ) سے ثابت نہیں ہے، کیونکہ سالم بن مروان ضعیف ہے۔ (تقریب: رقم ۶۵۷۰) اور ان کا کوئی متابع بھی نہیں ملا۔ لہذا امام صاحب (م ۵۰ھ) پر یہ اعتراض درست نہیں ہے۔

اعتراض نمبر ۱۲: (امام صاحب (م ۵۰ھ) کی حدیث ”إذا ارتفع النجم“ پر اعتراض)

حافظ ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

أخبرنا محمد بن أحمد بن حماد، ومحمد بن أحمد بن الحسين، قالا: حدثنا شُعَيْب بن أيوب، حدثنا مصعب بن المقدم، عن داود الطائي، عن النعمان بن ثابت، عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد۔

ورواه كذلك عن وكيع ويزيد بن هارون الحماني، ومحمد بن الحسن، وجعفر بن عون والمقري وغيرهم، ولا يحفظ عن عطاء إلا من رواية أبي حنيفة، عنه، وزوي عن عسل عن عطاء مسندا وموقوفا، وعسل وأبو حنيفة سيان

فی الضعف، علی أن عسلا مع ضعفه أحسن ضبطاً للحديث منه۔

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے ”عن عطاء بن أبي رباح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم“ کی سند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ذکر کیا کہ (جب تارہ طلوع ہوتا ہے تو تمام شہر والوں سے بیماری دور ہو جاتی ہے)۔

اس حدیث کو امام ابو حنیفہؒ سے وکیع، یزید بن ہارون، محمد بن الحسن، جعفر بن عون، المقرئ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت عطاء بن ابی رباح سے امام صاحب کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا اور غسل بن سفیان عن عطاء سے بھی یہ روایت موقوفاً اور مرفوعاً روایت کی گئی اور غسل بن سفیان اور ابو حنیفہؒ ضعف میں برابر ہیں مگر یہ کہ غسل اپنے ضعف کے باوجود امام صاحبؒ سے زیادہ حدیث کو ضبط کرنے والے ہیں۔ (الکامل: ج ۱۰: ص ۱۳۲، ت شیخ مازن السرساوی)

الجواب:

سب سے پہلے عرض ہے کہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ہرگز ضعیف نہیں ہیں، بلکہ کئی ائمہ محدثین، بلکہ ائمہ علل نے ان کی توثیق و تعریف کی ہے۔ (دیکھئے ص:)، لہذا حافظ ابن عدیؒ (م ۶۱۵ھ) کا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) کو ضعیف قرار دینا غیر صحیح ہے۔ اور غسل بن سفیانؒ کے بارے میں امام عجلؒ (م ۲۶۱ھ)، حافظ ابن عدیؒ (م ۶۱۵ھ) وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ ضعف کے باوجود، ان کی احادیث لکھی جائے اور یعقوب بن سفیانؒ (م ۷۷۷ھ) نے کہا کہ نہ وہ متروک ہیں اور نہ حجت۔ (اکمال تہذیب الکمال: ج ۹: ص ۲۳۶، تہذیب التہذیب: ج ۷: ص ۱۹۳، [۱])

[۱] حدیث ”إذا ارتفع النجم ارتفعت العاهة عن أهل كل بلد“ کو ”عطاء عن أبي هريرة“ کی سند سے نقل کرنے میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) منفرد نہیں ہیں، بلکہ غسل بن سفیانؒ ان کے متابع میں موجود ہے۔ چنانچہ ثقہ، مثبت، حافظ الحدیث، امام طحاویؒ (م ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا المعلى بن أسد، قال: حدثنا وهيب، عن غسل، عن عطاء، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلعت الثريا صبا حارفعت العاهة عن أهل البلد۔ (شرح مشکل الآثار للطحاوی: ج ۶: ص ۵۷)

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو جعفر، احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) مشہور ثقہ، مثبت، حافظ الحدیث اور امام ہیں۔ ان کے شیخ، محمد بن خزیمہ البصریؒ (م ۷۶۷ھ) بھی ثقہ، مستقیم الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۸: ص ۲۶۷)، معلى بن اسد البصریؒ (م ۲۱۸ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ، مثبت ہیں۔ (تقریب: رقم ۶۸۰۲)، وهب بن خالد البصریؒ (م ۲۱۵ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، مثبت ہیں۔ (تقریب:

لہذا غسل کی روایت متابع کی صورت میں مقبول ہوگی اور اس روایت میں امام صاحب (م ۵۰ھ) پر تفرّد کا الزام مردود ہے۔

پھر ان سب کے علاوہ ”زکریا بن ابی زائدة عن عامر الشعبي عن أبي هريرة“ کی سند سے بھی یہی روایت آئی ہے۔
(اطراف الغرائب للدارقطني: ج ۵: ص ۲۲۴)، [۱]

لہذا اس روایت میں بھی امام صاحب (م ۵۰ھ) پر اعتراض کمزور ہے۔

اعتراض نمبر ۱۳: (امام صاحب کی حدیث ”الدال علی الخیر کفاعله“ پر اعتراض)

مشہور ثقہ، حافظ، معتقن، ناقد، امام ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا علي بن أحمد بن علي بن عمران، حدثنا بندار، حدثنا إسحاق الأزرق، أخبرنا نعيمان عن علقمة بن

رقم (۷۴۸)، غسل بن سفیان متابع کی صورت میں مقبول ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔ (دیکھئے ص ۶)، عطاء بن ابی رباح (م ۱۴۱ھ) مشہور ثقہ، فقیہ اور فاضل تابعی ہیں۔ (تقریب: رقم ۴۵۹)، اور ابو ہریرہ (م ۵۹ھ) مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
لہذا یہ سند متابع کی وجہ سے حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

وہب بن خالد البصری (م ۱۶۵ھ) کے متابع میں حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ)، عبد العزیز بن المختار وغیرہ موجود ہیں۔ (مسند البزار: ج ۱۶: ص ۱۸۱)، لہذا اس روایت میں وہب بن خالد البصری (م ۱۶۵ھ) پر اختلاط کی جرح مردود ہے۔
(۱) امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) کے الفاظ یہ ہیں:

حدیث: إذا طلع النجم رفع عن كل بلد العاهة۔

غریب من حدیث الشعبي عنه، ومن حدیث زکریا بن ابی زائدة عنه إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه
فإننا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا عنه، وإنما يعرف من حدیث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة۔ (اطراف الغرائب
لدارقطني: ج ۵: ص ۲۲۴)

اور محمد بن سلیمان الباهلی (م ۳۲۲ھ) کے بارے میں خود امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے کہا: کہ ”کان من الثقات“، اسی طرح
اسی کتاب ”الاطراف الغرائب“ میں بھی ایک جگہ کہا کہ ”شَيْخُنَا ثَقَّةٌ“۔ (الدلیل المغنی فی شیوخ الدارقطني: ص ۳۹۵)، لہذا جب محمد بن
سلیمان الباهلی (م ۳۲۲ھ) ثقہ ہیں، تو دارقطنی کا یہ کہنا ”إن كان شيخنا محمد بن سليمان الباهلي ضبطه فإننا لم نكتبه بهذا الإسناد إلا
عنه، وإنما يعرف من حدیث أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن أبي هريرة“ مضرب نہیں ہے۔

مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال اذهب يا فلان فإن الدال على الخير كفاعله۔ قال الشيخ: وهذا حديث لا يجوز إسناده غير أبي حنيفة عن علقمة بن مرثد وتابعه حفص بن سليمان، روى عن علقمة أحاديث من أكبر لا يروونها غيره، ورواها عن أبي حنيفة إسحاق الأزرق ومصعب بن المقدام وأرسله عنه محمد بن الحسن فلم يذكر فيه ابن مرثد، ولا بريدة۔

امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) نے ”عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه“ کی سند سے نبی ﷺ کا قول ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: کہ اے فلاں! تم جاؤ، اس لئے کہ جو کوئی خیر کی رہنمائی کرے گا، وہ خیر کو کرنے والے کی طرح ہے۔

اس حدیث کو امام صاحبؒ کے علاوہ کسی نے علقمہ بن مرثد سے بیان نہیں کیا۔ مگر ان کے متابع میں حفص بن سلیمانؒ ہیں، لیکن انہوں نے علقمہ بن مرثد سے ایسی منکر احادیث بیان کی ہے، جو ان کے علاوہ کوئی اور بیان نہیں کرتا۔ نیز یہ حدیث امام صاحبؒ سے اسحاق الأزرقؒ، مصعب بن المقدامؒ نے مسند روایت کی ہے اور امام محمدؒ نے ان سے مرسل نقل کیا ہے اور ابن مرثدؒ اور بريدةؒ کا ذکر نہیں کیا۔

الجواب:

اولاً علقمہ بن مرثدؒ (م ۱۵۰ھ) سے اس حدیث کو نقل کرنے میں حفص بن سلیمانؒ کے علاوہ سفیان ثوریؒ (م ۱۶۰ھ) بھی امام ابو حنیفہؒ کے متابع ہیں، جیسا کہ حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا ہے۔ (مسند ابی حنیفہ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱) [۱]

(۱) حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۳۴۰ھ) نے کہا:

تابعه الثوري عليه

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا إبراهيم بن هاشم، ثنا الشاذكوني، ثنا يحيى بن اليمان، عن سفیان، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان، عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله، والله تعالى يحب إغاثة اللهفان۔ تفرد به الشاذكوني۔ (مسند ابی حنیفہ لابی نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱)

سند کی تحقیق:

حافظ ابونعیم الاصبہانیؒ (م ۳۴۰ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۶۵)، سلیمان بن احمد، ابوالقاسم الطبرانیؒ (م ۳۶۰ھ) بھی مشہور ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ (کتاب الثقات للقاسم: ج ۵: ص ۹۰)، ابراہیم بن ہاشم المغویؒ (م ۲۹۷ھ) بھی ثقہ ہیں۔ (ارشاد القاصی والدانی: ص ۸۳)، حافظ سلیمان بن داود الشاذکونیؒ (م ۳۶۱ھ) اور حافظ یحییٰ بن الیمانؒ

دوم یہ حدیث بریدہ کے علاوہ، ابو مسعود الانصاریؓ، [۱]

عبداللہ بن مسعودؓ، [۲]

انسؓ، [۳]

سہل بن سعدؓ، [۴]

” (م ۱۸۹ھ) پر کلام ہے۔ لیکن یہ دونوں حضرات متابعات کی صورت میں قابل ذکر ہیں۔ (الکامل: ج ۴: ص ۳۰۰، ۳۰۵، سیر: ج ۱۰: ص ۶۸۳، تحریر تقریب التہذیب: رقم ۷۶۷۹)، یہی وجہ ہے کہ حافظ ابو نعیم الاصبہانی (م ۳۰۳ھ) نے کہا کہ ”تابعہ الثوری علیہ“ اس روایت میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کے متابع میں سفیان ثوری (م ۲۶۱ھ) ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۱۵۰-۱۵۱)، واللہ اعلم

(۱) صحیح مسلم: ج ۳: ص ۱۵۰۶، ت شیخ عبدالباقی۔

(۲) حافظ ابوبکر البرزازی (م ۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا إبراهيم بن عبد الله بن محمد أبو شيبه الكوفي، قال: نابكر بن عبد الرحمن، قال: ناعيسى بن المختار، عن ابن أبي ليلى، عن فضيل بن عمرو، عن أبي وائل، عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله۔ (مسند البرزازی: ج ۵: ص ۱۰۵، حدیث نمبر ۱۷۴۲)

سند کی تحقیق:

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ البتہ ابن ابی لیلیٰ (م ۳۸۸ھ) پر کلام ہے۔ لیکن ان کے متابع میں امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) موجود ہیں۔ (مناقب ابی حنیفہ للقاری: ج ۲: ص ۸۷، طبع مع الجواهر المضیة)، لہذا یہ حدیث حسن ہے۔

(۳) امام ابوبکر البرزازی (م ۲۹۲ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الوشاء الكوفي، حدثنا أحمد بن بشير، حدثنا شبيب بن بشر، عن أنس، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الدال على الخير كفاعله۔ (مسند البرزازی: ج ۱۲: ص ۶۵، حدیث نمبر ۷۵۲۰)، اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔

(۴) امام ابن عدی (م ۳۶۵ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن يحيى بن الحسين البصري، قال: حدثنا عبيد الله العيشي، قال: حدثنا عمران بن زيد أبو محمد، قال: حدثنا أبو حازم عن سهل بن سعد، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدال على الخير كفاعله۔ (الکامل لابن عدی: ج ۶: ص ۱۶۵)، اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں۔ انشاء اللہ

ابو ہریرہؓ، [۱]

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، وغیرہ سے بھی مروی ہے۔ [۲]

لہذا ان قوی شواہد کی وجہ سے بھی امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) کی روایت قوی اور ان پر اعتراض کمزور ثابت ہوتا ہے۔
 سوم اگرچہ امام محمدؒ (م ۸۹ھ) نے امام صاحبؒ سے یہ حدیث ”أخبرنا أبو حنيفة قال: أخبرنا علقمة بن مرثد يرفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم“ کی سند سے ذکر کی ہے۔ (کتاب الآثار: ج ۲: ص ۷۴۵)،
 لیکن ایک جماعت مثلاً ابو مقاتل، حفص بن اسلم، قندئ (م ۲۰۸ھ)، نصر بن عبد الملک العنکی، مصعب بن المقدام (م ۲۰۳ھ)، اسحاق بن یوسف الازرق (م ۱۹۵ھ)، النضر بن محمد (م ۱۸۳ھ)، ابویحییٰ الحمائی (م ۱۸۲ھ) وغیرہ نے امام ابو حنیفہؒ (م ۵۰ھ) سے یہی حدیث کو ”عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة، عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم“ کی سند سے متصل نقل کیا ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۶۱۶-۶۲۱)
 اور امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں، لہذا ان کی زیادتی مقبول ہوگی۔ واللہ اعلم

(۱) امام ابوالقاسم الطبرانی (م ۳۶۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال: نا علي بن بهرام قال: نا عبد الملك بن أبي كريمه، عن ابن جريج، عن عطاء، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حج عن ميت فللذي حج عنه مثل أجره، ومن فطر صائما فله مثل أجره، ومن دل على خير فله مثل أجر فاعله۔ (المعجم الاوسط للطبرانی: ج ۶: ص ۶۹، حدیث نمبر ۵۸۱۸)
سند کی تحقیق:

اس روایت کے تمام رواۃ ثقہ ہیں، سوائے علی بن بہرام کے۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ۵۶۸۶)، اور ابو جریج، علی بن بہرام بن یزید العطار، المزنی صدوق ہیں۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۲۷۱، تبت بشار، شعب الایمان: ج ۱۰: ص ۱۱۵، تاریخ ابن یونس المصری: ج ۲: ص ۱۵۰)، نیز دیکھئے سنن الترمذی: حدیث نمبر ۲۶۷۷۔

(۲) حافظ العصر، امام عراقی (م ۸۰ھ) نے کہا:

آخر جه الدار قطني في المستجاد من رواية الحجاج بن أرطاة عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده۔ (المغنی للعراقی: ص ۱۱۵۱)، اس روایت میں موجود حجاج بن ارطاةؒ (م ۴۵ھ) صدوق ہیں، البتہ ان پر ان کی تدلیس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے اور جب وہ سماع کی تصریح کرے، تو محتج بہ ہونگے۔ (تہذیب التہذیب: ج ۲: ص ۱۹۶، اکمال تہذیب الکمال: ج ۳: ص ۳۸۶)، مگر چونکہ اس روایت کے قوی شواہد موجود ہیں۔ لہذا اس روایت میں حجاج بن ارطاةؒ (م ۴۵ھ) کا ”عنعنہ“ مضرب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اعتراف نمبر ۱۳: (امام صاحب کی حدیث ”إن أحسن ما غيرتم“ پر اعتراض)

حدثنا يحيى بن علي بن هاشم الخفاف، حدثني محمد بن إبراهيم بن أبي سكينه، حدثنا محمد بن الحسن، أخبرنا أبو حنيفة، حدثنا أبو حنيفة، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم إن أحسن ما غيرتم به الشعر الحناء والكتم۔

قال الشيخ: وهكذا رواه عباد بن صهيب ورواه معافى عنه عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه الحسن بن زياد ومكي، وابن بزيع عنه، عن أبي حنيفة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكر ابن بريدة۔

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) نے ”حدثنا أبو حنيفة، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر“ کی سند سے نبی ﷺ کا قول ذکر کیا کہ یقیناً وہ چیز جس سے تم بالوں (کے رنگ) کو بدل سکتے ہو، مہندی اور کتم ہے۔

جب کہ دیگر لوگوں نے ان کے واسطے سے ابن بريدة کا ذکر نہیں کیا اور معافى نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہ حدیث ”عن رجل قد سماه، عن أبي بردة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم“ کی سند سے بیان کیا ہے۔ (الکامل لابن عدي: ج ۸: ص ۲۳۵)،

الجواب:

اولاً معانی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) کی طریق میں ”عن رجل قد سماه، عن أبي بردة“ کا اضافہ نیچے کے روایات کی طرف سے ہے، نہ کہ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ امام ابو نعیم الاصبہانیؒ (م ۳۰۰ھ) نے کہا کہ معانی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ) نے امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے یہی حدیث ”أبو حنيفة، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم“ کے سند سے ذکر کی ہے۔ (مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۶۴)، حافظ حارثیؒ (م ۳۲۰ھ) نے بھی معانی بن عمران عن ابی حنیفہ کی طریق سے یہی سند ذکر کی ہے۔ (مسند ابی حنیفہ للحارثی: ج ۲: ص ۸۶۰)، لہذا امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) اس الفاظ کے ذمہ دار نہیں ہے۔ واللہ اعلم

دوم امام صاحب سے یہ حدیث کو ”أبو حنيفة، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود الدئلي، عن أبي ذر“ کی سند سے صرف امام محمدؒ (م ۱۸۹ھ) نے نقل نہیں کیا، بلکہ ان سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ یہی حدیث، اسی سند کے ساتھ امام صاحبؒ (م ۱۵۰ھ) سے امام ابو یوسفؒ (م ۱۸۲ھ)، عبد اللہ بن یزید المقرئؒ (م ۲۱۳ھ)، معانی بن عمرانؒ (م ۱۸۶ھ)، حمزة الزيات

” (م ۵۸ھ) محمد بن مسروق، ابراہیم بن معاذ، حسن بن زیاد (م ۲۰۴ھ)، اسد بن عمرو (م ۹۰ھ)، ایوب بن ہانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الآثار لابن یوسف: ص ۲۳۴، مسند ابی حنیفہ لابن نعیم: ص ۲۶۴)،
 سوم امام صاحب (م ۵۰ھ) سے مروی بعض اسانید میں ”عن ابی حنیفہ، عن ابی الأسود، عن ابی ذر“ کا بھی ذکر ہے،
 یعنی ”ابو حنیفہ“ اور ”ابو الأسود“ کے درمیان میں عبداللہ بن بریدہ (م ۱۱۰ھ) کا واسطہ ذکر نہیں کیا گیا۔
 ابن عدی (م ۳۶۵ھ) کا کہنا ہے کہ اس کے ذمہ دار امام صاحب (م ۵۰ھ) ہیں، مگر وہ بات قابل غور ہے، کیونکہ اس روایت میں موجود امام صاحب (م ۵۰ھ) کے استاد، جلیج بن عبداللہ، ابو حنیفہ الکوفی (م ۴۵ھ) اگرچہ صدوق ہیں، (تقریب: رقم ۲۸۵)، لیکن اس حدیث ”إن أحسن ما غیر تم۔“ کو بیان کرنے میں انہوں غلطی کی ہے، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث، ثقہ، حافظ، امام ابوالحسن الدارقطنی (م ۳۸۵ھ) کہتے ہیں کہ
 وسئل عن حدیث أبی الأسود الدؤلی، عن أبی ذر، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أحسن ما غیر تم به الشیبه الحنا والکتم۔

فقال: یرویه عبد الله بن بریدة، واختلف عنه۔

فرواه سعید الجریری، عن عبد الله بن بریدة، عن أبی الأسود، عن أبی ذر۔

تفرده بمعمر بن راشد عنه، وأغرب به۔

ورواه الأجلح بن عبد الله، عن ابن بریدة، واختلف عنه؛

فرواه الثوري، وعلي بن صالح، ويحيى القطان، وزهير بن معاوية، وعبد الرحمن بن مغراء أبو زهير،

وغیرهم، عن الأجلح، عن ابن بریدة، عن أبی الأسود، عن أبی ذر۔

ورواه أبو حنیفہ، عن الأصلح، واختلف عنه؛

فرواه المقرئ، عن أبی حنیفہ، عن أبی حنیفہ، وهو أجلح، عن ابن بریدة، عن الأسود، عن أبی ذر۔

وكذلك رواه محمد بن الحسن، عن أبی حنیفہ۔

وغیرہ یرویه عن أبی حنیفہ، عن أبی حنیفہ، عن أبی الأسود، لم يذكر بينهما ابن بریدة۔

ورواه ابن عیینة، عن عبد الرحمن المسعودی، عن الأجلح، فقال عن ابن بریدة، عن أبیه، عن النبی صلی الله

علیه وسلم۔

والصواب قول من قال: عن أبي الأسود عن أبي ذر - (العلل للدارقطني: ج ۶: ص ۲۷۷-۲۷۹)

غور فرمائیں! ثقہ، حافظ، حجت، امام سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ)، اسی طرح ابوالضر، ہاشم بن القاسم (م ۲۰۷ھ) [۱] نے عبدالرحمن بن عبداللہ المسعودی (م ۱۶۰ھ) سے یہی روایت ”عن الأجلح، فقال عن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم“ کے طریق سے ذکر کی ہے۔

اب اس سند کا ذمہ دار کون ہے؟ کیونکہ صحیح طریق تو ”الأجلح، عن ابن بريدة، عن أبي الأسود، عن أبي ذر“ کا ہے، لہذا ظاہر یہی ہے کہ اجلح بن عبداللہ، البوجیہ الکوفی (م ۳۵ھ) اس کے ذمہ دار ہیں، کیونکہ وہ صدوق ہونے کے علاوہ متکلم فیہ بھی ہیں اور عبدالرحمن بن عبداللہ المسعودی (م ۱۶۰ھ) ثقہ ہیں، (تحریر تقریب التہذیب: رقم ۳۹۱۹) اور ثقہ، حافظ، حجت، سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) نے ان سے قبل الاختلاط روایت لی ہے۔ [۲]

معلوم ہوا کہ حدیث ”إن أحسن ما غيرتم۔“ کی سند کو بیان کرنے میں اجلح بن عبداللہ، البوجیہ الکوفی (م ۳۵ھ) سے غلطی ہوئی ہے، لہذا جب سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ)، ابوالضر، ہاشم بن القاسم (م ۲۰۷ھ) سے اس حدیث کی سند کو بیان کرنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے، تو کیا دوسرے حضرات کو بیان کرنے میں غلطی نہیں ہو سکتی؟؟

پس ہم یہی کہتے ہیں کہ یہاں اس حدیث ”إن أحسن ما غيرتم۔“ کی طرق میں جو اختلاف ہے، چاہے وہ المسعودی (م ۱۶۰ھ) کا طریق ہو یا امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ) کا، وہ سب اجلح بن عبداللہ، البوجیہ الکوفی (م ۳۵ھ) کی وجہ سے ہے۔ الغرض ابن عدی (م ۳۶۵ھ) کا امام صاحب (م ۵۰ھ) پر یہ اعتراض بھی کمزور ہے۔

نوٹ:

ہمارا قطعاً یہ نظریہ نہیں ہے کہ امام صاحب (م ۵۰ھ) معصوم عن الخطاء ہیں۔ بلکہ جس طرح دیگر ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے خطاء ہوئی ہے، اسی طرح سے امام صاحب (م ۵۰ھ) سے بھی خطاء ہو سکتی ہے۔ لیکن غلطی ہونا اور غلطی ہو جانا دونوں میں فرق ہے، پھر سوال یہ بھی ہے کہ کیا چند غلطیوں کی وجہ سے ان کو ضعیف الحدیث، کثیر الخطاء وغیرہ قرار دینا درست و صحیح ہے؟ جب کہ اس طرح کی چند غلطیاں حدیث میں کبار حفاظ اور ثقہ، ثبت، ائمہ محدثین سے بھی ہوئی ہیں، جس

(۱) أمالي المحاملي - رواية ابن يحيى البيهقي: ص ۲۶۵، طبع دار ابن القيم، عمان۔

(۲) ابن عیینہ (م ۱۹۸ھ) کا سماع مسعودی (م ۱۶۰ھ) سے قبل الاختلاط ہے۔ (سنن سعید بن منصور: ج ۱: ص ۲۱۳، ت الدکتور سعید

کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

اور پھر امام صاحبؒ (م ۵۰ھ) کے معاملہ میں ثقہ، ثبت حفاظ اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے تشدد و لعنت سے بھی کام لیا ہے، جیسا کہ ان اعتراضات کے جوابات سے محسوس ہو گیا ہوگا، غالباً اس کی وجہ اصحاب الرائے کے سلسلے میں اصحاب الحدیث کا تشدد ہے، جیسا کہ امام الحجرج والتعدیل، امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ)، حافظ ابن جریرؒ (م ۳۱۰ھ) اور حافظ المغربؒ (م ۶۱۳ھ) وغیرہ کے حوالے لگزر چکے۔ [۱]

خیر اللہ تعالیٰ ہم سب کی غلطیوں کو معاف فرمائے اور تمام ائمہ الفقہاء والمحدثین، حفاظ الحدیث اور ہر طرح سے دین کی خدمت کرنے والے حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے۔۔۔۔۔ آمین۔